مسلسل اشاعت کے 57 سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

694

ذیقعدہ / ذی الحجہ
۱۴۴۴ھ

جون ۲۰۲۳

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا

جلد نمبر 58
شمارہ نمبر 09
ذیقعدہ ، ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ
جون ۲۰۲۳ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی — منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: افغان وزیر خارجہ مولانا امیر محمد خان متقی سے ایک اہم اور خوشگوار ملاقات۔
  عالم اسلام کی عظیم علمی، دینی اور عبقری شخصیت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ کا انتقال۔
  مولانا محمد ریاض خان سواتی کی رحلت، مولانا محمد اسلام قاسمی کی وفات ...... مولانا راشد الحق ۲
- علم کی فضیلت وعظمت .... شیخ الحدیث مولانا محمد انوار الحق مدظلہ ۱۰
- حج کی حقیقت اور حج کے مقاصد .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۱۸
- ملفوظات امام لاہوریؒ: ''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں! ...... مولانا حافظ خرم شہزاد ۲۴
- مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی ملک کی آزادی میں مثالی جدوجہد ...... مولانا عبدالحکیم اکبری ۳۲
- میٹاورس (ڈیجیٹل تخیلاتی دنیا) اور ہماری شرعی ذمہ داری .... ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی ۴۰
- متروکہ فرائض اور ہماری ذمہ داریاں .... مولانا مفتی عبید الرحمٰن ۴۷
- افکار و تاثرات .... ادارہ ۵۵
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۷
- تعارف و تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۳

ماہنامہ ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com — موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk — فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/70 روپے۔ سالانہ -/800 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع ، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کیلئے

قربانی کی کھالوں کی اپیل

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسافر مہمان طلباء کے لئے اپنی قربانی کی کھالیں دیجئے ،اس وقت جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں الحمدللہ ہزاروں طلباء دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں، ان کے کھانے پینے، رہائش اور کتابوں کا سارا خرچہ آپ مسلمانوں کی زکوۃ، خیرات، صدقات اور قربانی کی کھالوں کے ذریعے سے پورا کیا جاتا ہے۔ اہل علاقہ اور خصوصاً نوشہرہ ،اکوڑہ خٹک، شیدو، جہانگیرہ، خیر آباد اور قریبی دیہات کے غیور باشندوں سے اپیل کی جاتی ہے۔

منجانب: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

برائے رابطہ: دفتر اہتمام 0923-630435

مولانا لقمان الحق 0333 9017441	عالمگیر خان (ناظم) 0332 5773536
مولانا شوکت علی 0334 9077456	مولانا فیض السلام 03349421556
مولانا راحت نیاز 0341 8787750	مولانا حزب اللہ حقانی 03025959858

نقش آغاز　　　　　　مولانا راشد الحق سمیع

افغان وزیر خارجہ مولانا امیر محمد خان متقی سے ایک اہم اور خوشگوار ملاقات

۷ مئی ۲۰۲۳ء بروز اتوار اسلام آباد میں امارت اسلامیہ افغانستان کے وزیر خارجہ امیر محمد خان متقی حقانی صاحب سے پاکستان کی چند اہم مذہبی و سیاسی جماعتوں کے سربراہان اور جید علمائے کرام نے ملاقات کی ،اس اہم نشست اور ملاقات کا افغان سفارتخانے نے اہتمام کیا تھا جس کی باقاعدہ دعوت راقم کو بھی افغانستان کے عزت ماب سفیر جناب سردار احمد شکیب صاحب اور مولانا عبدالحکیم حکیمی حقانی صاحب نے ۶ مئی کو دی تھی لہٰذا برادرم مولانا حامد الحق صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا سید یوسف شاہ صاحب اور دیگر بھائیوں کے ہمراہ وفاقی وزیر مذہبی امور برادر مکرم جناب طلحہ محمود صاحب کے فارم ہاؤس میں ملاقات کے لئے وقت مقررہ پر پہنچے،وہاں افغان وزیر خارجہ اپنے نمائندہ وفد اور سفارتی عملے سمیت مہمانوں کے استقبال کے لئے منتظر تھے۔ یہاں پر مذہبی جماعتوں کی قیادت بھی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ سمیت موجود تھی۔ افغان وزیر خارجہ ماشاء اللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فارغ التحصیل ہیں اور ان کے برخوردار اور بھائی و دیگر خاندانی افراد بھی جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہیں لہٰذا اسی علمی ودینی مناسبت کی بنیاد پر انہوں نے راقم سمیت تمام حقانی خاندان کیساتھ حسب سابق محبت،عقیدت اور اپنائیت کا بھرپور مظاہرہ کیا، جناب وزیر خارجہ صاحب نے مہمانوں کی کثیر تعداد کے باوجود تنہائی میں خصوصی بات چیت کا موقع فراہم کیا، راقم نے بہت سی اہم تجاویز ان کے گوش گزار کیں، پاکستان اور افغانستان کے علماء اور سیاسی قیادت کا ان نازک حالات میں اسلام آباد میں یکجا ہونا بڑے خیر اور استحکام کی علامت ہے۔ اس طرح کے وفود کا ملنا اور خصوصاً دونوں حکومتوں کے درمیان روابط بڑھنا نہ صرف پاکستان افغانستان بلکہ پورے خطے کے امن وسلامتی کے لئے نیک شگون سمجھا جارہا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب ،برادرم مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور دیگر علماء و قائدین کے خطابات بڑے جامع اور مؤثر تھے۔ خصوصاً افغان وزیر خارجہ اور محترم سفیر صاحب نے افغانستان کی موجودہ تمام صورتحال کا نقشہ بہت اچھے اور متاثر کن انداز میں پیش کیا۔ اس قسم کے دوروں سے دونوں برادر ممالک کے تعلقات مزید مضبوط ہوں گے اور غلط فہمیاں دور ہوں گی ،اہل پاکستان اور خصوصاً جامعہ دارالعلوم حقانیہ امارت اسلامیہ افغانستان کی کامیابیوں اور استحکام کے لئے دعا گو ہے۔

عالم اسلام کی عظیم علمی، دینی اور عبقری شخصیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ کا انتقال

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے علمی و خاندانی جانشین اور ''ندوۃ العلماء'' کے سربراہ اور مسلم پرسنل لاء کے صدر، ہندوستان و پاکستان کی بہت بڑی علمی، ادبی اور عبقری شخصیت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ ۱۳؍اپریل ۲۰۲۳ء کو طویل علالت کے بعد ۹۴ سال کی عمر میں انتقال کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حضرت ندویؒ اپنے عہد کی ایک یادگار شخصیت اور جامع الکمالات ہستی تھے، برصغیر کے عظیم علمی و دینی مرکز ''ندوۃ العلماء'' کی ذمہ داریاں اور صدارت مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی وفات کے بعد آپ نے سنبھالیں اور اپنی صلاحیتوں سے ادارے کو مزید ترقیات کے بام عروج تک پہنچایا۔آپ رشتے میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بھانجے تھے، ندوۃ المصنفین اعظم گڑھ اور برصغیر کے عظیم علمی ادبی مجلّہ ماہنامہ ''معارف'' دارالمصنفین کے سرپرست بھی تھے، آپ ایک ممتاز اور جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عربی و اردو کے صاحب اسلوب مصنف بھی تھے، آپ کی بیس کے قریب کتب بھی شائع ہو چکی ہیں اور آپکے علمی مضامین، مقالات اور تحقیقی شہ پارے متعدد مجلّات میں تادم حیات شائع ہوتے رہے، اس کے علاوہ حضرت مرحوم نے ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے بھی بہت اہم خدمات سرانجام دیں اور اس سلسلے میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے پلیٹ فارم سے ان کے حقوق کے لئے بھرپور آواز اٹھائی۔

آپ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ کے ساتھ کئی مرتبہ اکوڑہ خٹک بھی تشریف لائے تھے اور مجھ ناکارہ پر بھی آپ کی خصوصی نظر کرم تھی اور سرپرستی فرمایا کرتے تھے، حضرت مولانا رابع ندوی صاحبؒ کا حضرت دادا جان شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور والد صاحب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شہیدؒ اور راقم کے ساتھ بھی خصوصی تعلق تھا اور آخر دم تک اس تعلق کو نبھایا، حضرتؒ سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ بھی رہتا، آپ کی جدائی سے علمی حلقے بہت بڑے آسمان علم و فضل سے محروم ہو گئے ہیں۔دارالعلوم میں حضرتؒ کے لئے دعاؤں کا اہتمام کیا گیا، راقم، دارالعلوم حقانیہ خانوادۂ حسنی، ندوۃ العلماء بلکہ تمام ندوی برادری سے تعزیت کرتا ہے اور راقم خود کو بھی تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے......

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندویؒ کے خط بنام مولانا سمیع الحق شہیدؒ

برادر گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم وزاد مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا، ماہنامہ "الحق" کے ذریعہ اہلیہ صاحبہ کے انتقال کی خبر سے صدمہ پہنچا، یقیناً یہ حادثہ آپ کیلئے اور آپ کے کنبہ کیلئے ایک بڑا سانحہ ہے، ملی وملکی مصروفیات میں ان کے تعاون سے آپ کو سہولت اور تقویت ملتی تھی اس طرح آپ کے ساتھ وہ بھی جہاد میں شریک تھیں، جس پر وہ اللہ کے یہاں اجر عظیم پائیں گی، اللہ کے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسے خانگی حادثہ سے گزرنا پڑا تھا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو طرز عمل رہا ہے وہی ہمارے اور آپ کیلئے اسوہ ہے، عزیزان مولانا حافظ راشد الحق صاحب سلمہ ومولانا حامد الحق صاحب ودیگر پسماندگان کو بھی تعزیت مسنون پیش فرمادیں، ان کیلئے تو یہ حادثہ ماں کی وفات کا حادثہ ہے، اس میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی نمونہ ہے، اس بات سے بھی بڑی تسلی ہوتی ہے کہ اولاد کی حسنات ماں باپ کو تحفے کی شکل میں پہنچتی رہتی ہیں اور ان کے درجات کو بلند کرتی رہتی ہیں، خوش قسمت تھیں وہ خاتون کہ انہیں آپ جیسا رفیق حیات ملا اور پھر صالح اولاد عطا ہوئی، اللہ تعالی سے مرحومہ کی مغفرت کاملہ اور رفع درجات کی دعا ہے اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی۔ والسلام دعاگو ودعاجو

محمد رابع حسنی ندوی بقلم محمود حسنی

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

مدیر "الحق" مولانا راشد الحق کے خطوط بنام حضرت مولانا محمد رابع ندوی صاحبؒ

(۱)

محترم المقام حضرت مولانا محمد رابع، مولانا محمد واضح رشید، مولانا محمد سلمان ومولانا محمود حسن حسنی ودیگر متعلقین

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہفتے کی شب پونے سات بجے ریڈیو تہران نے یہ وحشت اثر اور دلخراش خبر سنائی کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہ العزیز کا انتقال ہوگیا ہے، خبر کی اطلاع ملتے ہی دل ودماغ کی دنیا میں کہرام بپا ہوا، یقین جانئے کہ جسم وروح کو اس جانکاہ اور جگر دوز حادثے نے بالکل جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اس قیامت خیز حادثے نے قلب وجگر میں ایک محشر بپا کر دیا ہے اور عقل وخرد کو اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کچھ بھائی نہیں دے رہا......

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع رہ گئی ہے دلیل سحر سو خموش ہے

نماز جنازہ کے بارے میں بھی بروقت کچھ معلومات حاصل نہ ہوسکیں، لاہور میں رابطہ ادب اسلامی کے سیکرٹری جنرل سے فون پر رابطہ کیا کہ کسی طرح سے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی جائے لیکن بدقسمتی سے دونوں ممالک کے درمیان (طیارہ کے اغوا نے) حالات میں تناؤ اور کشیدگی کے باعث کوئی صورت نہ بن سکی اور نماز جنازہ کی سعادت عظمی سے بھی محروم رہے اور نہ تعزیت کیلئے حاضر ہو سکے، جس سے صدمے کی شدت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، مولانا علی میاںؒ تو میرے آئیڈیل، پیر و مرشد اور مربی تھے، حضرت دادا جان مولانا عبدالحقؒ کے بعد آپ ہی ہمارے لئے وجہ تسلی باعث سکون اور قبلہ و کعبہ تھے، اکوڑہ خٹک ،جامعہ حقانیہ، ماہنامہ'' الحق'' ،حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ اور حضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ ان کا زندگی بھر جو تعلق خاطر رہا، اس سے آپ حضرات بخوبی آگاہ ہوں گے، اس غم کے موقع پر جامعہ حقانیہ اور ادارہ ''الحق'' آپ حضرات اور ندوۃ العلماء اور تمام ندوی قبیلے کے ساتھ تعزیت کرتا ہے بلکہ میں خود کو ذاتی طور پر بھی تعزیت کا مستحق سمجھتا ہوں، حادثے کے دوسرے روز ہی ہم نے برقی تار بھی روانہ کر دیا تھا، دست بیداد اجل کی ستم ظریفی دیکھئے کہ مجھے حضرت کے نام بروز ہفتہ یکم جنوری کو لکھا ہوا خط پوسٹ کرانا تھا (الحق کے اکیسویں صدی کے خصوصی نمبر کے سلسلے میں) اب سوچتا ہوں کہ اپنے کشتہ افکار و خیالات اور سوختہ جذبات کو کس کے حضور پیش کروں، اگر حضرت کے مرض الموت اور بعد کے الم انگیز واقعات و سوانحی مضامین ماہنامہ ''الحق'' کے (مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن ندویؒ کی یاد میں) خصوصی شمارے کے لئے روانہ کرائیں تو یہ احسان ہوگا، یہ شمارہ آئندہ پندرہ روز تک شائع کرنے کا ارادہ ہے لیکن زخمی افکار و جذبات اور حزیں دل و دماغ کے ساتھ......

ما كنت اعلم قبل دفنِك فی الثریٰ
ان الكواكب فی التراب تغورُ

والسلام آپ کا شریک غم بھائی
راشد الحق سمیع حقانی

مدیر ماہنامہ ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (جنوری ۲۰۰۱ء)

(۲)

محترم المقام جناب حضرت مولانا محمد رابع ندوی صاحب مدظلہ (مہتمم ندوۃ العلماء لکھنو)

السلام علیکم! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے!

عرصہ دراز کے بعد آنجناب سے بذریعہ خط مخاطبت کا شرف حاصل کررہا ہوں، اس سے قبل حضرت علی میاں قدس سرہ کی غمناک رحلت کے موقع پر ایک تعزیتی خط لکھا تھا امید ہے آنجناب نے ملاحظہ فرمایا ہوگا لاہور میں آنجناب سے ملاقاتوں کی یاد اب تک تروتازہ ہے۔ اس موقع پر حضرت علی میاں قدس سرہ کی خدمت میں پانچ روز گزارنا اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔ آنجناب کو معلوم ہوگا کہ حضرت والد جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور راقم کو حضرت علی میاں قدس سرہ اور آپ کے تمام خاندان سے کس قدر عقیدت و محبت ہے، الحمدللہ ماہنامہ ''الحق'' نے حضرت قدس سرہ کی رحلت کے بعد خصوصی اشاعت اور باقی کے تمام شماروں میں حضرت قدس سرہ کی شخصیت کے متعلق خصوصی مضامین شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، میری زندگی میں یہ خواہش تھی کہ حضرت مرحوم قدس سرہ ہمارے خصوصی نمبر ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کیلئے کچھ لکھیں لیکن افسوس کہ بہت سی تمناؤں اور آرزوؤں کی طرح یہ تمنا بھی حسرت و یاس میں بدل گئی، ورنہ میرا تو ارادہ تھا کہ زندگی میں ایک رمضان حضرت قدس سرہ کی خدمت میں گزاروں اور اسی کے ساتھ ندوۃ العلماء سے بھی کچھ فیض حاصل کروں لیکن سوائے حسرت و افسوس کے کیا کہا جا سکتا ہے، اس طرح میں نے آنجناب کی خدمت میں بھی اس خصوصی نمبر کے لئے آٹھ نو ماہ قبل دعوت نامہ ارسال فرمایا تھا لیکن آنجناب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اور نہ ہی ندوۃ العلماء کے اساتذہ اور فضلاء نے کوئی جواب دیا، اس اہم اور وقت کے سب سے بڑے موضوع پر آنجناب سے ہماری بہت زیادہ توقعات وابستہ ہیں کہ آپ بھی ضرور کوئی نہ کوئی پیغام ہمارے اس خصوصی نمبر کے لئے ارسال فرمائیں تاکہ سوئی ہوئی امت مسلمہ کے لئے یہ تازیانہ ثابت ہو اگر کوئی اہم مقالہ بشرط سہولت ارسال فرماسکیں تو پورے ہندوستان سے فرض کفایہ کا حق آنجناب ہی ادا کرلیں گے، اگر یہ مشکل ہو تو ایک ڈیڑھ صفحہ کا کوئی نہ کوئی پیغام تو ضرور ارسال فرمائیں۔ اس طرح آپ سے امید کی جاتی ہے کہ اپنے حلقہ احباب میں بھی اس خصوصی نمبر کے لئے کسی سے مضمون لکھوانے کی زحمت فرمائیں، اس موقع پر مجھے تھوڑا سا شکوہ کرنے کی بھی جراءت ہورہی ہے کہ ہم ایک سال سے اہل ہندوستان سے اس بارے میں اچھے رسپانس اور مثبت جواب کے منتظر ہیں لیکن ماسوائے مولانا محمود حسنی اور حضرت مولانا

محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ کے کسی اور نے اچھا رسپانس نہیں دیا (گو کہ مضامین ان حضرات نے بھی ارسال نہیں کئے) شاید ہماری یہ دور افتادہ صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہے۔ ''تعمیر حیات'' کے خصوصی نمبر کی اشاعت کی راہ تکتے تکتے ہماری آنکھیں پتھرا گئی ہیں لیکن امید ہے کہ حضرت کے شایان شان شائع ہوگا۔ معلوم نہیں کہ اس میں ہماری نمائندگی شامل ہے یا نہیں، حضرت والد صاحب مدظلہ خصوصی سلام عرض کرتے ہیں۔ تمام احباب کو میرا سلام عرض کریں۔

والسلام

آپ کا نیاز مند اور توجہات کا منتظر

راشد الحق سمیع حقانی

مدیر ماہنامہ ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳)

محترم المقام جناب حضرت مولانا محمد رابع ندوی صاحب مدظلہ (مہتمم ندوۃ العلماء لکھنو)

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ! مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

راقم آنجناب کا انتہائی ممنون ہے کہ آپ نے اس ناکارہ کی معمولی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا اور اپنا انتہائی گرانقدر علمی اور فکری مقالہ ہمیں ارسال فرمایا، آپ کی اس عنایت سے ہمارے خصوصی نمبر کی ان شا اللہ وقعت مزید بڑھے گی اور ہم حضرت علی میاں قدس سرہ العزیز کے مقالہ کی جو کمی اس موقع پر محسوس کر رہے تھے وہ بھی کافی حد تک کم ہوگئی ہے، مجھے امید ہے کہ مستقبل میں بھی آنجناب اور آپ کے عظیم ادارہ کی توجہات اور عنایات ہم جیسے دور افتادوں پر یونہی رہے گی، ہندوستان سے آپ کے ادارے کے علاوہ دوسرے کسی ادارے نے بھی خاص توجہ نہیں دی اور نہ اس نمبر کے لئے کوئی مقالہ یا مضمون ارسال کیا جس پر ہمیں مایوسی ہوئی تھی لیکن الحمدللہ کہ آپ کے ادارے کے حضرات نے آپ کی بدولت ہماری مایوسی دور کردی ،ان شاء اللہ دو مہینوں میں اس کی اشاعت ممکن ہو سکے گی اگر پاکستان کا پروگرام بنا تو اس بار ہمیں ضرور عزت افزائی بخشنے کا موقع فراہم کریں۔ حضرت والد صاحب مدظلہ بھی خصوصی طور پر آپ حضرات کا شکریہ ادا کر رہے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام آپ کا نیاز مند

راشد الحق سمیع حقانی مدیر ''الحق'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۴)

گرامی قدر مخدوم ومکرم حضرت مولانا محمد رابع ندوی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

راقم نے برادرم حضرت مولانا محمود الحسن حسنی کے حادثہ فاجعہ کے بعد ایک تعزیتی مکتوب آنجناب کو ای میل کیا تھا جس میں دارالعلوم حقانیہ اور راقم کی طرف سے تعزیت کا اظہار کیا گیا تھا، امید ہے آپ کو وہ ای میل موصول ہوئی ہوگی، باقی حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق شہید کی مرتب کردہ ''تفسیر لاہوری'' (دس جلدیں) بحمدللہ کتابت وکمپوزنگ، پروف ریڈنگ کے جاں گسل مراحل سے گزر کر پریس میں جانے کو تیار ہے، اکابر ومشاہیر کے تاثرات ''تفسیر لاہوری'' کی زینت ہیں، جن میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا شاہد سہارنپوری اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب مدظلہ جیسی شخصیات شامل ہیں، میری خواہش ہے کہ ''ندوۃ العلماء'' کی جانب سے آنجناب کے اس پر قیمتی تاثرات آجائیں تو مزید ہماری تقویت کا باعث ہوگا، یادرہے کہ حضرت علی میاں کی تقریظ یا مضمون حضرت لاہوری کے ''قرآن عزیز'' کے متعلق ہے، اگر آپ کی نئی تقریظ یا چند کلمات ہی حضرت لاہوری کی تفسیر پر آجائیں تو مناسبت اور بھی مزید پیدا ہوجائے گی یہ نور علی نور کا مصداق ہوجائے گا۔ راقم کو آنجناب کی بے پناہ مصروفیات کا بخوبی علم ہے مگر آپ اپنے قیمتی اوقات میں سے چند ساعات نکال کر اس تفسیر پر تاثرات یا تقریظ لکھ کر احسان فرمائیں کیونکہ آپ نے ہمیشہ ہمیں اپنی شفقتوں سے نوازا ہے جس پر بے حد شکرگزار اور دعاگو ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر امت مسلمہ اور ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے (آمین) آنجناب کی خدمت میں بطور نمونہ ''تفسیر لاہوری'' کی پہلی جلد (جس میں تقاریظ، راقم کا پیش لفظ اور عرض مرتب وغیرہ بھی شامل ہیں)۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کے وقیع تاثرات سے حضرت والد صاحبؒ کی روح کو بہت تسکین حاصل ہوگی، آخر میں گزارش ہے کہ راقم الحروف کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام آپ کا نیازمند ومحتاج دعا

(مولانا) راشد الحق سمیع حقانی

مدیر ماہنامہ ''الحق'' ومہتمم المصنفین، جامعہ دارالعلوم حقانیہ

۷ ستمبر ۲۰۲۲ء

حضرت مولانا محمد ریاض خان سواتیؒ کی رحلت

حضرت مولانا محمد ریاض خان سواتیؒ کی اچانک رحلت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کے خاندان کے لئے ایک جانکاہ حادثہ ہے، حضرت مولانا مرحوم خود بھی بہت بڑے باکمال عالم دین تھے اور ان گنت خوبیوں، علمی و اخلاقی صفات سے مالا مال تھے۔تواضع، عجز وانکساری، زہد و تقویٰ، خلوص وللّٰہیت آپ کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے، حضرت مرحوم بہت سی متعدد خوبیوں اور صلاحیتوں والی شخصیت تھے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور غمزدہ خاندان سمیت تمام پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ اگرچہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ناظم تھے مگر اس کے باوجود درس و تدریس سے بھی آپ منسلک رہے، اس وجہ سے آپ کے فیض یافتگان اور شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے، آپ کی وفات سے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور اس کے متعلقین ایک عظیم اثاثے سے محروم ہو گئے، آپ کی علمی، تدریسی، ملی و سماجی خدمات کو یاد رکھا جائے گا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ان کیلئے ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے (آمین) خانوادۂ حقانی اس غم کی گھڑی میں آپ کے ساتھ برابر شریک ہے۔

حضرت مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی وفات

دارالعلوم دیوبند (وقف) کے استاد حدیث معروف عالم دین حضرت مولانا محمد اسلام قاسمی صاحبؒ بھی ۱۶ رجون ۲۰۲۳ء کو قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم اردو وعربی کے بے مثال ادیب تھے، کئی کتابوں کے مصنف اور محقق بھی تھے، انکے آثار علمی میں ''زکوٰۃ وصدقات: اہمیت، افادیت اور مسائل''، ''میرے اساتذہ میری درسگاہیں: درخشاں ستارے'' اور ''دارالعلوم دیوبند اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ'' وغیرہ شامل ہیں۔آپ کے جنازے میں ہزاروں فرزندان اسلام نے شرکت کی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔(آمین)

ادارہ ''الحق''، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور اس کے اساتذہ وطلباء جامعہ دارالعلوم دیوبند (وقف) کے ساتھ اس صدمے اور غم کی گھڑی میں ان کے ساتھ شریک ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق مدظلہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ، وسینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ

علم کی فضیلت وعظمت

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطانِ الرجیم بِسمِ اللّٰہ الرحمنِ الرحِیم يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (المجادلہ: ۱۱)

''اللہ بلند کرے گا ان کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجے ہیں اور اللہ کو خبر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔''

هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر: ۹)

''تو کہہ دو! کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ؟ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے''

عن أبی ذر رضی اللّٰہ عنه قال: قال لِی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم: یا أبا ذر! لأن تغدو فتعلم آية مِن كِتابِ اللّٰه خیر لك مِن أن تصلِی مِائة ركعة، ولأن تغدو فتعلم بابا مِن العِلمِ عمِل بِه أو لم يعمل خیر مِن أن تصلِی ألف ركعة (ابن ماجه)

''حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابو ذر! تم اس حال میں صبح کرو کہ تم (رات بھر جاگ کر) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت سیکھ لو تو یہ تمہارے لئے سو رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے، تم اس حال میں صبح کرو کہ (اس دوران) تم علم کا ایک باب سیکھ لو چاہے اس پر عمل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو تو یہ تمہارے لئے ایک ہزار رکعت نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔''

علم کی عظمت

معزز سامعین کرام! شوال المکرم کا مہینہ ہے اور عموماً ہمارے ہاں اس ماہ میں مدارسِ دینیہ اور مراکزِ اسلامیہ کے داخلے شروع ہوتے ہیں اور باضابطہ طور پر تعلیمی سال کا آغاز کیا جاتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ہم آج علم کی فضیلت وعظمت کا مذاکرہ کرکے عہد کریں کہ ہم دینی تعلیم کے حصول کیلئے مدارسِ دینیہ کا رخ کریں گے، آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیت مبارکہ تلاوت کی گئی کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (المجادلہ : ۱۱) یعنی اہل ایمان کے درجے غیر اہل ایمان پر اور اہل علم کے درجے اہل ایمان پر بلند فرمائے گا جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان کے ساتھ علوم دین سے واقفیت مزید رفع درجات کا باعث ہے، اسلام میں علم کی فضیلت اور عظمت جس بلیغ انداز میں پائی جاتی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، تعلیم وتربیت، درس وتدریس تو اس دین برحق کا لازمی حصہ ہے، سب سے پہلا لفظ جو پروردگار عالم جل شانہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمایا وہ اِقراء ہے، یعنی پڑھ، اور قرآن پاک میں سب سے پہلے جو پانچ آیتیں نازل فرمائی گئیں ان سے بھی قلم کی اہمیت اور علم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، ارشاد ہے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (العلق ۱۔۵) تخلیق انسانی کے بعد تعلیم ہی کی بنیاد پر انسان اور دیگر تمام حیوانات کا امتیاز ممکن ہے، گویا وحی الٰہی کے آغاز ہی میں جس چیز کی طرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نوع بشر کو متوجہ کیا گیا وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم وتربیت کے جواہر وزیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا۔

علم وحکمت کا درجہ

علم وحکمت اور دین و دانائی کا درجہ اور علم والوں کا رتبہ اسلام میں کس قدر بلند ہے اس کا اندازہ کلام پاک کی اس آیت سے ہوتا ہے کہ: یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی اللہ جسے چاہتا ہے عقل اور دانائی کی باتیں مرحمت فرماتا ہے اور جسے اللہ عقل اور دانائی کی باتیں بخشتا ہے اسے بہت بڑی نعمت عطا کرتا ہے، قرآن مجید میں جہاں اللہ عزوجل نے جگہ جگہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات محمودہ کا ذکر فرمایا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کی غایت اولی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ(البقرة:۱۵۱)

" جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔"

اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہم سب کو یہ دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا:

و قل ربِ زِدنِی عِلما'' اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر میں سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللھم إنی أسالك علما نافعا ورزقا طيبا وعملا متقبلا(اسنن ابن ماجہ)

"اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔"

عالم اور جاہل برابر نہیں

آپ کے سامنے آیت مبارکہ تلاوت کی کہ اللہ تعالی نے عالم اور جاہل کے مابین حدِ فاصل کھینچتے ہوئے فرمایا کہ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر:۹) کہ علم والے اور لاعلم یکساں نہیں ہوسکتے یقیناً علم والے فوز و فلاح والے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ حصول علم کی رغبت اور تلقین فرماتے، غزوہ بدر کے موقع پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس اسیر کو جو مدینہ کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا تھا آزاد فرما دیتے تھے، اس عمل سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تعلیم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اسلام اور نظریہ تعلیم

اسلام کا مقصد تعلیم کے ذریعے ہم کو صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات کے درجہ پر پہنچانا ہے، وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کو حقیقی علم ثابت کرتا ہے اور اس کو بنی نوع انسان کی حقیقی صلاح وفلاح اور کامیابی و بہبودی کا ضامن بتاتا ہے۔

اہلِ علم کی فضیلت

مدینہ منورہ سے ایک شخص ابو الدرداؓ کے پاس آیا جبکہ وہ دمشق کی مسجد میں تشریف فرما تھے تو انہوں نے پوچھا: اوہ میرے بھانجے! کیا بات تمہیں یہاں لائی ہے؟اس نے جواب دیا ایک حدیث مجھ تک پہنچی ہے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے،آپ نے فرمایا: تو تم ادھر اپنے کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں آئے ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں،آپ نے پوچھا: کیا تم ادھر تجارت کے لئے آئے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، میں صرف اس حدیث کی جانکاری کے لئے یہاں آیا ہوں،تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ:

من سلك طريقا يبتغي فِيهِ عِلما سلك اللّٰه بِهِطرِيقا إِلى الجنة وإِن الملائكةِ لتضع أجنِحتهارِضا لِطالِبِ العِلمِ وإِن العالِم ليستغفِر له من فِي السمواتِ ومن فِي الأرضِ حتى الحِيتان فِي الماء وفضل العالِمِ على العابِدِ كِفضلِ القمرِ على سائِرِالكواكبِ إِن العلماء ورثة الأنبِياءِ إِنا لأنبِياء لم يورِثوا دِيناراً اولا دِرهما إِنماورثوا العِلم فمن أخذ بِهِ أخذ بِحظ وافِر(جامع ترمذی)

"اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے گا تو اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا اور فرشتے طالب علم کی رضا کے لئے (اس کے پاؤں کے نیچے) اپنے پَر بچھاتے ہیں،عالم کے لئے آسماں زمین میں موجود ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے، یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت ہے جیسے چاند کوفضیلت ستاروں پر،علما انبیا کے وارث ہیں اور بیشک انبیا کی وراثت درہم دینار نہیں ہوتے بلکہ انکی میراث علم ہے،پس جس نے اسے حاصل کیا اس نے انبیا کی وراثت سے بہت سارا حصہ حاصل کرلیا"

(۲) ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فضل العالِمِ على العابِدِ كفضلِي على أدناكم ، ثم قال رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیہ وسلم " إِن اللّٰہ وملائِكته وأهل السمواتِ والأرضِ حتى النملة فِيجحرِها وحتى الحوت ليصلون على معلِمِ الناسِ الخير (جامع ترمذی)

''عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری تمہارے ادنی ترین آدمی پر، پھر فرمایا کہ یقیناً اللہ، فرشتے اور تمام اہل زمین آسماں یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں بھی، اس شخص کی لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں جولوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔''

حصولِ علم نوافل سے بہتر ہے

عن أبي ذر رضی اللّٰہ عنه قال: قال لِي رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم: یا ابا ذر! لأن تغدو فتعلم آیة مِن کِتابِ اللّٰہ خیر لك مِن أن تصلِي مِاء ة رکعة، ولان تغدو فتعلم بابا مِن العِلمِ عمِل بِهِ أو لم یعمل خیر مِن أن تصلِي ألف رکعة (ابن ماجه)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! تم اس حال میں صبح کرو کہ تم (رات بھر جاگ کر) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت سیکھ لوتو یہ تمہارے لئے سو رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے، تم اس حال میں صبح کرو، کہ (اس دوران) تم علم کا ایک باب سیکھ لو چاہے اس پر عمل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہوتو یہ تمہارے لئے ایک ہزار رکعت نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔

علماء قیامت کے دن شفاعت کریں گے

معزز سامعین کرام! قیامت کے روز انبیا اور شہدا کی طرح علمائے کرام بھی شفاعت کریں گے جس طرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم: یشفع یوم القِیامِة ثلاثة: الأنبِیاء ثم العلماء، ثم الشهداء (ابن ماجه)

''حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے: انبیا، پھر علما اور پھر شہدا۔''

جبکہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم اور عابد کو (روزِ قیامت) اٹھایا جائے گا، عابد سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا اور عالم سے کہا

جائے گا ٹھہر جاتی کہ تو لوگوں کی اچھی تربیت کے بدلے ان کی سفارش کرے۔

علما کا اعزاز

بروزِ قیامت علمائے اسلام کو اس خاص اعزاز سے نوازا جائے گا کہ ان کے تمام گناہوں کو اللہ تعالی معاف فرمائے گے،طبرانی معجم کبیر کی روایت ہے کہ

عن ثعلبة بن الحكم رضى اللّٰهعنه قال: قال رسول اللّٰهصلى اللّٰهعليه وآله وسلم: يقول اللّٰه تعالى لِلعلماء يوم القِيامة إذا قعد على كرسية لِقضاءِ عِبادِهِ: إنِى لَم أجعل عِلمِى وحكمِى فِيكم إلا وأنا أرِيد أن أغفِر لكم على ما كان فِيكم ولا أبالِى (الطبرانى فى المعجم الكبير)

''حضرت ثعلبہ بن حکمؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں فیصلہ فرمانے کے لئے اپنی کرسی پر (اپنی شان کے لائق) تشریف فرما ہوگا تو علما سے فرمائے گا میں نے تمہیں اپنا علم اور حکمت و دانائی صرف اس لئے عطا فرمائی تھی کہ تمہارے تمام گزشتہ گناہ معاف فرمادوں اور مجھے (ایسا کرنے میں) کچھ پرواہ نہیں۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علمائے کرام کو علم اس لیے نہیں دیتے کہ ان کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا،جیسا کہ موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ

قال رسول اللّٰهصلى اللّٰهعليه وآله وسلم: يبعث اللّٰهالعِباد يوم القِيامة ثم يميز العلماء فيقول: يا معشرالعلماء، إنِى لم أضع فِيكم عِلمِى وأنا ارِيد أن أعذِبكم، اذهبوا فقد غفرت لكم،(الطبرانى والبيهقى)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر علما کو ان سے الگ کرکے فرمائے گا اے گروہِ علماء! میں نے تمہیں اپنا علم اس لیے نہیں دیا تھا کہ تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔''

علمِ نافع صدقۂ جاریہ ہے

معزز سامعین کرام! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (وہ منقطع نہیں ہوتے) صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک بیٹا جو اس کیلئے دعا کرے (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بیشک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ کی یاد اور اس چیز کے جس کو اللہ پسند کرتا ہے، یا عالم (علم والے) اور متعلم (علم سیکھنے والے) کے (سنن الترمذی)

حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل نے میری طرف وحی فرمائی کہ جو شخص طلب علم میں کوئی سفر کرتا ہے تو میں اس کے لیے راہ جنت آسان کر دیتا ہوں اور میں جس کی دونوں آنکھیں سلب کر لیتا ہوں تو میں اس کے بدلے اُسے جنت عطا کر دیتا ہوں، علم میں زیادت، عبادت میں زیادت سے بہتر ہے، اور دین کی اصل تقویٰ ہے۔ (صحیح الجامع)

علم قابلِ رشک صفت ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رشک صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو، (صحیح البخاری)

حضرت ابو کبشہؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور میں تم لوگوں سے ایک بات بیان کر رہا ہوں جسے یاد رکھو:

پہلی بات: کسی بندے کے مال میں صدقہ دینے سے کوئی کمی نہیں آتی۔

دوسری بات: کہ کسی بندے پر کسی قسم کا ظلم ہو اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ اس کی عزت کو بڑھا دیتا ہے۔

تیسری بات: اگر کوئی شخص سوال (لوگوں سے مانگنے) کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ اس کے لیے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور تم لوگوں سے ایک اور بات بیان کر رہا ہوں اسے بھی اچھی طرح یاد رکھو، یہ دنیا چار قسم

کے لوگوں کے لیے ہے، ایک بندہ وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم کی دولت دی، وہ اپنے رب سے اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں ڈرتا ہے اور اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں سے اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھتا ہے ایسے بندے کا درجہ سب درجوں سے بہتر ہے اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے علم دیا لیکن مال و دولت سے اسے محروم رکھا پھر بھی اس کی نیت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ کاش میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس شخص کی طرح عمل کرتا لہٰذا اسے اس کی سچی نیت کی وجہ سے پہلے شخص کی طرح اجر برابر ملے گا اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا لیکن اسی علم سے محروم رکھا وہ اپنے مال میں غلط روش اختیار کرتا ہے، اس مال کے کمانے اور خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ کے حق کا خیال رکھتا ہے تو ایسے شخص کا درجہ سب درجوں سے بدتر ہے اور ایک وہ بندہ ہے جسے اللہ نے مال و دولت اور علم دونوں سے محروم رکھا، وہ کہتا ہے کاش میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح میں بھی عمل کرتا (یعنی برے کاموں میں مال خرچ کرتا) تو اس کی نیت کا وبال اسے ملے گا اور دونوں کا عذاب اور بار گناہ برابر ہوگا۔ (سنن الترمذی)

مدارس پر اعتماد کیجیے

معزز سامعین کرام! آپ جہل اور لاعلمی کے بھیانک نتائج سے واقف ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ تمام برائیوں کی جڑ جہالت ہے تو یقیناً آپ کو اس کا بھی علم ہوگا کہ ان تمام برائیوں سے چھٹکارا پانے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے علم، جو گھر بیٹھے حاصل نہیں ہوتا، اس کے لئے نکلنا پڑے گا اور مشقت برداشت کرنی ہوگی تاکہ آپ آنے والے مستقبل میں فکری ونظریاتی اور عملی گمراہی کی راہ روک کر اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کرسکیں، یہ عظیم کارنامہ مدارسِ دینیہ سرانجام دے رہے ہیں کہ اس وقت جدید دور میں بھی دنیا کی رفتار کے ساتھ چلتے ہوئے طلباء اور عوام الناس کی عملی اور فکری اصلاح کیلئے کوشاں ہیں، سو آپ کو علماء اور مدارس پر اعتماد کرنا ہوگا تاکہ ہم یہ نظریاتی جنگ جیت کر اپنا مستقبل سنوار سکیں، سو آج عزم کیجیے کہ آپ اپنے تمام بچوں کو دینی تعلیم وتربیت کے لئے مکمل فارغ کریں گے، سو مدارسِ اسلامیہ میں سالانہ داخلے جاری ہیں اپنے قریبی مدارس میں جاکر اپنے بچوں کو داخل کرائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع کا حصول آسان تر بنائیں اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے (آمین یارب العالمین)

مفتی ڈاکٹر حسن نعمانی
استاذ حدیث و تخصص جامعہ علوم القرآن پشاور

حج کی حقیقت اور حج کے مقاصد

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" (ال عمران: ۹٦)
"اللہ تعالیٰ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے، ان لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہیں۔"

اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن حج بیت اللہ ہے، مخدوم کائنات (انسان) پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور انعامات ہیں، ہر انسان زندگی میں مختلف قسم کی خوشیوں اور لذتوں سے ہر لحظہ محظوظ ہو رہا ہے، صحت کی لذت، نکاح کی لذت، کھانے پینے کی لذتیں اور دیگر مادی اور روحانی خوشیاں وغیرہ، یہ تمام خوشیاں اور لذتیں جنت کی لازوال نعمتوں اور خوشیوں کی جھلکیاں اور نمونے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ان انعامات اور احسانات کے بدلہ میں ہر انسان پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ لازم ہے اسلئے ہر انسان کی فطرت میں اپنے محسن اور منعم کی خدمت اور تابعداری کا زبردست جذبہ موجود ہے، فرق یہ ہے کہ دنیا میں محسن اور منعم سامنے موجود ہوتا ہے، اس لیے اس کا شکریہ مختلف طریقوں سے ضرور ادا کرتا ہے، ورنہ ساری دنیا اس کو نمک حرام کہے گی۔

شکریہ کے طریقے

انسان اپنے منعم کا شکریہ مختلف طریقوں سے ادا کرتا ہے، جس سے محسن اور منعم کے ساتھ دلی محبت پیدا ہو جاتی ہے، محبت کی وجہ سے اس پر مر مٹنے کے لیے تیار ہوتا ہے، اسی طرح زبان سے بھی شکریہ ادا کرتا ہے، مثلاً جزاک اللہ کہہ کر اسے دعا دیتا ہے، اس کا ذکر خیر کرتا ہے، تعریف کرتا ہے، اور بدن سے اس کی ہر قسم خدمت کے لیے تیار ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایسے محسن اور منعم ہیں جو جسم زمان اور مکان سے پاک اور برتر ہیں، وہ حواس خمسہ اور عقل کے دائرہ سے وراء الوراء ہیں، لیکن اس کی معرفت اور پہچان اس کے صفات اور اس کے اثرات سے اتنی نمایاں ہے کہ انکار کی گنجائش نہیں پائی جاتی هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ '(الحدید:۳) سب مخلوق سے پہلے ہے، سب مخلوق کے اور ہر چیز کے ہر قسم کے فنا کے بعد وہ باقی اور پیچھے ہے، اس پر کسی قسم کا لاحق، سابق اور عدم طاری

نہیں ہوتا یعنی واجب الوجود ہے اور مطلق وجود کے اعتبار سے اور دلائل سے نہایت ظاہر ہے اور کنہہ ذات کے اعتبار سے نہایت مخفی ہے یعنی کوئی اس کی ذات کا ادارک نہیں کرسکتا (بیان القرآن)

اب سوال یہ ہے کہ ایسی بلند صفات والی غیر محسوس اور غیر معقول ذات کا شکریہ کیسے ادا کیا جائے تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بندگی اور اپنی تعظیم کیلئے کچھ شعائر (نشانیاں) مقرر کیے ہیں، شعائر شعیرۃ کی جمع ہے، وہ نشانی جو اس چیز کو بتاتی ہے جس کیلئے وہ مقرر کی گئی ہے، شعائر اللہ سے مراد وہ ظاہری اور محسوس چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلئے مقرر کیا ہے کہ لوگ انکے ذریعے اللہ کی عبادت کریں اور دین سے ان چیزوں کا ایسا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ لوگ ان کی تعظیم کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم سمجھتے ہیں اور ان کے حق میں کوتاہی کو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کوتاہی تصور کرتے ہیں، مثلاً بے عمل انسان بھی قرآن پاک کو چومتے ہیں، سرپے رکھتے ہیں اور کبھی ہاتھ سے گر جائے تو نہایت پریشان ہوتے ہیں اور اس کا کفارہ دریافت کرتے ہیں کیونکہ شعائر اللہ کی تعظیم لوگوں کے دلوں میں ایسی رچ بس گئی ہے کہ وہ نکل نہیں سکتی، الا یہ انکے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ۱/۷۰۵)

شعائر کی قسمیں

مولانا شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں دینی عرف میں شعائر امکنہ (مکانات) ازمنہ (زمان) علامات اور عبادت کے اوقات کو کہتے ہیں، عبادت کے مکانات کعبہ، میدان عرفات، مزدلفہ، صفا، مروہ، منیٰ اور تمام مساجد ہیں اور ازمنہ مثلاً رمضان (روزے) حرمت کے مہینے، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، جمعہ اور ایام التشریق ہیں جبکہ علامات اذان، اقامت، ختنہ، جماعت کی نماز، نماز جمعہ اور عیدین ہیں، مذکورہ تمام شعائر علامات دین ہیں کیونکہ ان کے ساتھ معبود کی یادوابستہ ہے۔ (تفسیر عزیزی)

الحاصل مذکورہ شعائر سے متعلق جو احکامات ہیں ان کو پورا کرنا تعظیم اور عبادت ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ تو نہ دکھائی دیتا ہے، نہ عقل اس کا ادراک کرسکتی ہے، نہ وہ مکانی اور نہ وہ زمانی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ چار بڑے شعائر ہیں:

(۱) کعبۃ اللہ (۲) کتاب اللہ (۳) رسول اللہ (۴) صلوٰۃ اللہ

بندہ کے ناقص خیال میں دنیا کی تمام مساجد کعبۃ اللہ کے تحت آتی ہیں، تمام اسلامی کتب کتاب اللہ کے تحت آتی ہیں، تمام صحابہ کرامؓ، اولیائے اللہ اور علمائے کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں شامل ہیں اور ہر قسم کی عبادت صلاۃ اللہ میں داخل ہے لہٰذا ہر مسجد، ہر اسلامی کتاب،

ہر وارث رسول اور ہر عبادت کے اپنے اپنے تعظیمی احکامات ہیں، ان سب کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور اصل تعظیم کا حقدار (معبود برحق) اللہ تعالیٰ ہے اور تمام لوگ اپنا کمال اور مطلوب شعائر اللہ کی غایت درجہ تعظیم کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے، اس لیے تقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

حج

حج بھی شعائر اللہ میں داخل ہے، حج مکانی بھی ہے اور زمانی بھی۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ حج کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سلے کپڑوں کی بجائے ایک کفن نما لباس پہن لینا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں میں کنگھی نہ کرنا، تیل نہ لگانا، خوشبو کا استعمال نہ کرنا، میل کچیل سے جسم کی صفائی نہ کرنا، چیخ چیخ کر لبیک پکارنا، بیت اللہ کے اردگرد چکر لگانا، حجر اسود کو چومنا، بیت اللہ کے درو دیوار سے لپٹنا اور آہ وزاری کرنا، صفا مروہ کے پھیرے کرنا، مکہ سے نکل کر منٰی، عرفات اور مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، جمرات پہ بار بار کنکریاں مارنا، یہ سارے اعمال وہی ہیں جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری حج وعمرہ کے ارکان ومناسک ان کو قرار دیا، انہی سب مجموعہ کا نام گویا حج ہے اور یہ اسلام کا آخری اور تکمیلی رکن ہے (معارف الحدیث، کتاب الحج)

حج کی حقیقت

امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مخصوص وقت میں اور مخصوص جگہ میں نیک لوگوں کی بہت بڑی جماعت کے اکٹھا ہونے کا نام حج ہے، اور وہ وقت ایسا ہونا چاہیے جس میں ان حضرات کی یاد تازہ ہو، جس پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم فرمایا ہے یعنی انبیاء کرامؑ، صدیقین، شہداء اور صالحین کی زندگیاں یاد آئیں، اور وہ جگہ ایسی ہونی چاہیے کہ اس میں دین کی واضح نشانیاں ہوں، جہاں اکابرین کی جماعتیں آتی رہتی ہوں، اور وہ دین کی یادگاروں کی تعظیم کرتے رہے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتے رہے ہوں، اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید باندھ کر اور گناہوں کی معافی کی آرزو لے کر وہاں حاضر ہوتے رہے ہوں، جب ایسے زمانہ میں ایسی جگہ میں نیک لوگ بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام کرتے ہیں تو ضرور رحمت خداوندی اور مغفرت الٰہی نازل ہوتی ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان عرفہ کے دن جس قدر ذلیل اور دھتکارا ہوا، حقیر اور غضب ناک نظر آتا ہے، اتنا کسی اور دن میں نظر نہیں آتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ رحمت الٰہی کے نزول اور اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کرنا دیکھتا ہے۔

حج ہر ملت میں

کچھ بے دین اور مادہ پرست لوگ کہتے اور سوچتے ہیں کہ حج میں کتنا بڑا سرمایہ برباد ہوتا ہے اور کتنا وقت کا حرج ہوتا ہے، عبادت تو ہر جگہ ہوتی ہے، شاہ ولی اللہؒ جواب میں فرماتے ہیں کہ حج کی اصل ہر ملت میں موجود ہے (پوری دنیا میں مختلف قوموں میں مختلف ناموں اور عنوانات کے ساتھ میلوں اور ٹھیلوں کا رواج ہے، اسلام میں یہ کوئی نئی چیز نہیں) فرماتے ہیں اس کے لیے ایسی جگہ ہونی ضروری ہے، جن سے لوگ برکت حاصل کریں، اور وہ جگہ متبرک اس لیے قرار پائی کہ لوگوں نے وہاں اللہ کی نشانیوں (کعبہ، حجر اسود، مقام ابراہیم، زمزم کا کنواں، صفا اور مروہ) کو نمودار ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱) لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے قربانیاں بھی ضروری ہیں، خواہ جانور کی قربانی ہو یا کوئی اور عمل ہو۔

(۲) ایسی شکلیں بھی ضروری ہیں جو اکابر ملت سے مروی ہوں جیسے احرام کا مخصوص لباس، سعی، رمی الجمار کی شکلیں، تاکہ لوگ ان کا التزام کریں، ان مخصوص شکلوں سے مقربین کی یاد تازہ ہوتی ہے، اور ان اکابرین کے احوال یاد آتے ہیں، انہی تینوں چیزوں کے مجموعہ کا نام حج ہے جس کا رواج ہر قوم میں ہے، اسلام میں یہ کوئی انوکھی چیز نہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

حج بھی معبود برحق کی تعظیم کے لیے اور ہماری بندگی کے اظہار کا ایک اعلیٰ طریقہ ہے، انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین شروع سے حج ادا کرتے چلے آرہے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ کا دیا ہو مال، جان اور وقت استطاعت کے مطابق خرچ کرنا عین بندگی اور عقل مندی ہے۔

مقاصدِ حج

حضرت شاہ ولی اللہؒ حج کے کئی مقاصد ذکر کرتے ہیں:

پہلا مقصد

حج آدمی کو گناہوں سے پاک کرتا ہے، اس کے باطن کو بھی پاکیزہ بنادیتا ہے، اس لیے کہ ایسی جگہوں میں اترنا جس کی نیک لوگ برابر تعظیم کرتے رہے ہوں اور جس کی زیارت کے لیے آتے رہے ہوں، اور جس کو ذکر اللہ سے آباد کرتے رہے ہوں، پس ایسی جگہوں کی زیارت کے لیے جانے سے آدمی زمینی فرشتوں کی کامل توجہ کا مرکز بن جاتا ہے اور اہل خیر کے لیے ملأ اعلیٰ (آسمانی فرشتوں) کی عمومی دعاؤں کا رخ بھی اس کی طرف مڑ جاتا ہے، ایسی جگہوں پر پہنچنے سے آدمی پر ملکوتی انوار

چھا جاتے ہیں، شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان انوار کا مشاہدہ اپنی سر کی آنکھوں سے کیا ہے یعنی بچشم خود ان انوار کا مشاہدہ کیا ہے۔

دوسرا مقصد

حج ذکر الٰہی ہے، دین کی یادگاروں کو دیکھنا اور ان کی تعظیم کرنا بذات خود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے ، کیونکہ شعائر اللہ پر جب نظر پڑتی ہے، تو خود بخود اللہ یاد آتا ہے، جس طرح ملزوم کو دیکھ کر لازم یاد آجاتا ہے، سورج کو دیکھ کر روشنی اور آگ کو دیکھ کر گرمی ذہن میں متحضر ہو جاتی ہے، اسی طرح متبرک مقامات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، پھر خاص کر جب یہ زیارتیں ایسی شکل وصورت میں جن سے تعظیم ٹپکتی ہے اور ایسی شرائط اور قیود جو نفس کو بہت چوکنا کرنے والی اور غفلت کو دور کرنے والی ہوں۔

تیسرا مقصد

حج وصل حبیب کی ایک شکل ہے کبھی آدمی کے دل میں اللہ تعالیٰ سے ملنے کا بے پناہ جذبہ ابھرتا ہے ، شوق ملاقات میں تڑپتا ہے مگر عالم ناسوت (دنیا) میں وصال (ملاقات) ممکن نہیں ہوتا، پس اس کے لیے کوئی ایسی چیز ضروری ہے، جس سے اس جذبہ کی تسکین اور شوق پورا ہو اور وہ باعث تسکین چیز حج ہے (دیار حبیب کے پھیرے لگانا، اس کی گلی کوچوں میں گھومنا، اس سے دیوانے عاشق کی تسکین ہوتی ہے)

چوتھا مقصد

حج ملی شان وشوکت اور باہمی تعارف کا ذریعہ ہے، حج وعمرہ کے عظیم اجتماعوں سے کفار پر مسلمانوں کی اجتماعیت اور یکجہتی کا بڑا رعب پڑتا ہے، جس طرح ہر حکومت مختلف وقفوں سے دربار عام منعقد کرتی ہے، اس میں مملکت کے چیدہ لوگوں کو مدعو کرتی ہے جسکے مندرجہ ذیل مقاصد ہوتے ہیں:

(۱) خیر خواہ دھوکہ باز سے اور تابعدار سرکش سے ممتاز ہو جاتا ہے، مخلص اور تابعدار دربار میں حاضر ہوتا ہے اور مکار وسرکش غیر حاضر ہوتا ہے۔

(۲) بادشاہ اور حکومت کی شہرت ہوتی ہے، اور اس کا آوازہ (مشہور ہونا) بلند ہوتا ہے۔

(۳) مملکت کی رعایا کا باہم ملنا اور ایک دوسرے سے تعارف، اسی طرح ملت اسلامیہ کیلئے حج کی ضرورت ہے۔

حج کے اس عالمگیر اجتماع کے چند فوائد

(۱) مخلص اور منافق کا امتیاز ہوتا ہے، صاحب استطاعت اور مخلصین حج پر جاتے ہیں جبکہ زندیق اور منافق نہیں جاتا، آج کل تو بعض ارباب اقتدار فرض نماز نہیں پڑھتے لیکن دکھلاوے کیلئے اور خود کو اسلامی مملکت کا اسلامی نمائندہ ظاہر کرنے کے لئے سرکاری حج اور عمرے کرتے ہیں (انا للہ وانا الیہ رجعون)

(۲) دنیا بھر کے اسلامی ممالک سے لوگ آتے ہیں، حاجی کا ایمان پختہ ہوجاتا ہے کہ اسلام کہاں کہاں تک پھیل گیا ہے اور مسلمانوں کی تعداد اور کثرت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

(۳) ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ ملاقات ہوجاتی ہے، ایک دوسرے کے ملی سیاسی، تمدنی اور علمی مسائل پر تبادلہ خیال کا بھی کچھ موقع مل جاتا ہے، جس کا عظیم فائدہ ظاہر ہے لیکن آج کل کے بے پناہ ہجوم اور وقت کی قلت کی وجہ سے بظاہر یہ ممکن نہیں۔

(۴) شاہ و گدا ایک لباس، ایک مقام اور ایک زمان میں خاک نشین ہوتے ہیں، جو رعایا کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں وہ بھی اللہ سے رورو کر مانگتے ہیں۔

(۵) بادشاہوں اور حکام وقت کو وہاں پتہ چلتا ہے کہ احکم الحاکمین اور شہنشاہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور میں محتاج ہوں۔

(۶) غیر اللہ سے مانگنے کا تصور بالکل ختم ہوجاتا ہے، اس لیے کہ غیر اللہ کا تصور ختم ہو جاتا ہے، وہاں شاہ و گدا سب اللہ تعالیٰ سے رورو کر مانگتے ہیں۔

(۷) جب اللہ کے گھر کے پھیرے لگاتا ہے، سیاہ پتھر کو چومتا ہے، بیت اللہ کے پردوں اور در و دیوار سے لپٹ جاتا ہے، تو قبر پرست قبر پرستی بھول جاتا ہے اور قبر پرست کو پتہ چل جاتا ہے کہ طواف اور پھیروں کی اصل اور واحد جگہ یہ ہے۔

(۸) لوگوں میں اجتماعیت اور یکجہتی کا عظیم جذبہ پیدا ہوجاتا ہے اور پتہ چلتا ہے کہ جغرافیائی تقسیم ایک وقتی ضرورت ہے، الگ وطن اور الگ قوم ایک وقتی ضرورت اور تعارف ہے، اصل چیز ملت اسلامیہ کی وحدت ہے جس میں جغرافیائی حدود حائل نہیں۔ ایک دوسرے کی ضرورت اور تعاون کے لیے ایک ملت ہونا ضروری ہے ایک ملک یا ایک قوم ہونا ضروری نہیں۔

مرتب: مولانا حافظ خرم شہزاد*

ملفوظات امام لاہوریؒ

''تفسیر لاہوری'' کی روشنی میں!

(۱)

امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز کے تفسیری افادات جسے والد گرامی، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہید نوراللہ مرقدہ نے ۱۹۵۸ء میں حضرت لاہوریؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرکے اسے ضبط اور املاء فرمایااوراپنی زندگی کا ایک طویل حصہ اس کی ترتیب وتالیف میں صَرف کیا۔اُن کی حیات کی سب سے بڑی اور آخری خواہش کے مطابق اُن کی شہادت کے بعدحال ہی میں رب العزت نے دس ضخیم جلدوں پر مشتمل ''تفسیر لاہوری'' کے نام سے شائع کرنے کی توفیق سے نوازا،اس پر بارگاہِ الٰہی میں جتنا بھی شکر بجالایاجائے کم ہے۔(الحمدللہ علیٰ ذٰلک) ہمارے مخلص رفیق،فاضل نوجوان برادرم مولانا حافظ خرم شہزادصاحب نے دورانِ مطالعہ ''تفسیر لاہوری'' سے حضرت امام لاہوریؒ کے بعض علمی فکری ،تاریخی اورسیاسی نکات پر مشتمل ملفوظات کا انتخاب کیاہے جو انتہائی دلچسپ اور معلوماتی ہے۔قارئین ''الحق'' کے افادۂ عام کے لیے یہاں قسط وار شائع کیا جارہاہے،جس سے امام لاہوریؒ کی علمی وروحانی عظمت شان،ان کے درسِ تفسیر اور''تفسیر لاہوریؒ'' کے مقام کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔امید ہے قارئین اس سلسلہ کو پسند فرمائیں گے۔.....(مدیر''الحق'')

الفوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ کی اہمیت

خداوند قدوس نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کوقرآن وحدیث کے اسرار ورموز ،علوم ومعارف کا بہت ہی وسیع وعمیق علم عطا فرمایا تھا، میں تو کہتا ہوں ''الفوز الکبیر''اور'' حجۃ اللہ البالغہ'' کو پڑھ کر پھرقرآن کا ترجمہ اگر کوئی پڑھےتو تب سمجھ میں آئے گا کہ قرآنی مقاصد وتعلیمات کیاہیں؟ اس الہامی کتاب کے فلسفے اور حکمتیں کیا ہیں ؟میرے ترجمہ(قرآن) کا ماخذ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ اور

---

* مدیر بزم شیخ الہند گوجرانوالہ

طرزِ تفسیر ہوگا، ان کی نظیر ہندوستان میں پیدا نہیں ہوئی، جو کچھ معروضات ہوں گی، وہ عقل وفلسفہ سے متعلق ہوں گی اس میں عوام کیلئے بھی ایک خاص قسم کی دلچسپی ہوتی ہے، یہاں لاہور میں گھر گھر سکول ہے، کئی کالجز اور بے شمار سکولز ہیں، لاہور انگریزیت کا مرکز اور گڑھ ہے، یہاں بیضاوی شریف کی توجیہات سے کام نہیں چلے گا (بلکہ) یہاں عقلی اور فلسفی توجیہات کوتسلیم کیا جائیگا اور یہ توجیہات ''حجۃ اللہ البالغۃ'' پڑھنے سے سمجھ میں آئیں گی، اگر چار مہینے طالبعلم مزید وقف کریں تو ''حجۃ اللہ البالغۃ'' پڑھ سکیں گے، پنجاب میں ہر جگہ علماء درس قرآن شروع کر لیتے ہیں مگر چند روز کے بعد وہ درس بند ہو جاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ عقل اور فلسفہ کی روشنی میں ترجمہ نہیں کرتے (تفسیر لاہوری، ج ۱، ص:۱۴۳)

غیر اسلامی تہذیب سکھانا اولاد کا روحانی قتل ہے

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ، تعلق بالخلوق میں یہ زبردست کا قانون ہے، بھوک کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرنا پہلا ترجمہ ہے جس طرح زمانہ جاہلیت میں رائج شدہ یہ تو جسمانی قتل ہوا اور دوسرا ترجمہ یعنی روحانی قتل ہے جو ساری دنیا کے لیے ہے (وہ) یہ ہے کہ اگر کوئی فقط رزق کمانے کے لیے اولاد کو معمولی پیشوں میں قید کر رکھتا ہے اور اس کو حسب الفطرت پڑھنے، تعلیم الٰہی دلانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف قدم اٹھانے سے روکتا ہے اور بچوں کو غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور بے حیائی وغیرہ کی تعلیم دینا یہ روحانی قتل ہے، یہ بات مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہے (لہٰذا) ان دونوں سے منع فرمایا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، ان سے بھی بچنا ضروری ہے۔ (تفسیر لاہوری: ج ۱، ص ۱۵۲)

تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اصولاً ایک ہی ہے

تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اصولاً ایک ہی ہے، شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں ایک باب قائم کیا ہے باب ان اصل الدین واحد والشرائع والمناهج مختلفة ''اصل دین ایک ہے اور شرائع اور مناہج مختلف ہیں'' مثال بیان کی ہے کہ ابوهم واحد وامهاتهم شتى ''والد ایک اور مائیں مختلف ہیں۔ (تفسیر لاہوری: ج ۱، ص ۱۶۱)

قرآنی تعلیمات سے محروم بے لطف سینے

قرآنی تعلیمات سینوں میں نہ ہوں تو وہ سینے بے لطف اور بے نور ہوتے ہیں، ایک لحاظ سے پنجاب بدترین خطہ ہے یہاں جھوٹے نبی پیدا ہونے کے دعویدار سامنے آئے، منکرین حدیث یہاں پر پائے جاتے ہیں اور شرک و بدعات کے مراکز یہاں بن گئے ہیں۔ (تفسیر لاہوری: ج ۱، ص ۱۶۴)

مولانا آزادؒ اور مولانا سندھیؒ کے درس اور صحبت کے اثرات

مقبولین کے نقش قدم پر چلنا اور مردودین سے بچنا تمام قرآنی مضامین کا خلاصہ ہے، یہ چیزیں حضرت سندھیؒ کی آغوش تربیت میں رہ کر سیکھی تھیں۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے دہلی میں مدرسہ ''نظارۃ المعارف'' کی بنیاد رکھی، مولانا ابوالکلام آزادؒ نے کلکتہ میں ''دارالارشاد'' کی بنیاد رکھی۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ چھ مہینہ میں سورۃ فاتحہ پڑھاتے تھے اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ چھ مہینہ میں تمام قرآن کریم پڑھاتے تھے، لیکن جو بات مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے تلامذہ میں نمایاں ہوتی وہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے تلامذہ میں نظر نہیں آتی تھی ۔ اس زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزادؒ سے ایک مولوی قصوری صاحب (مولانا محمد علی قصوری) پڑھ کر دہلی میں آئے تو انھوں نے اقرار کیا کہ جو اثر مولانا ابوالکلامؒ کی صحبت میں مہینوں سے پیدا ہوتا ہے وہ اثر مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے چند منٹوں کی صحبت میں پیدا ہوجاتا ہے، مولانا سندھیؒ کو انگریز لوگ اسکیم ساز مولوی کہتے تھے۔ (تفسیر لاہوری: ج ا،ص ۱۶۵)

''حجۃ اللہ البالغۃ'' پڑھانے کا اہل کون؟

حجۃ اللہ البالغۃ کے پڑھانے میں باطن کو بھی دخل ہے، ظاہر و باطن کے لحاظ سے کامل (ہی) اسے پڑھا سکتا ہے، فلسفۂ شریعت اسی میں آگیا ہے بہرحال! جو صاحب علوم ظاہریہ و باطنیہ کی طاقت رکھتا ہو تو وہ اس کی تدریس کرے کیونکہ اس مضبوط کتاب میں شرعی فلسفہ ہے، شاہ (ولی اللہ) صاحبؒ کی ''خیر کثیر'' بہت مغلق کتاب ہے، اس کو مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا عبیداللہ سندھیؒ خوب پڑھا سکتے تھے، اس کے پڑھانے والا اب کوئی نہیں ۔ مَیں (احمد علیؒ) نے ایک دن شاہ انور شاہؒ سے ''خیر کثیر'' پڑھانے کی درخواست کی تو فرمایا میں اس قابل تو نہیں ہوں لیکن آپ ارادہ کرکے آئے ہیں فعلی الرأس والعین (آپ کی درخواست سرآنکھوں پر) خیر کثیر میں علم لدنی ہے اور ''حجۃ اللہ البالغۃ'' بھی مشکل کتاب ہے، تمام علوم متداولہ سے فراغت کے بعد کہیں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آدمی شریعت کا فلاسفر بن جاتا ہے، اس کی پہلی فصل میں منطق کی ضرورت پیش آتی ہے جنس، فرد وغیرہ کی اصطلاحات ہیں۔'' (تفسیر لاہوری: ج ا،ص ۱۶۸۔۱۶۹)

عالم اور جاہل میں فرق

قوت عملیہ کا غصہ کے وقت علم اور جہل کا امتیاز ہوجاتا ہے مثلاً دو بھائی ہیں، ایک جاہل اور

دوسرا عالم ہے۔ جاہل کے غصہ کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ لڑ مرنا چاہے بخلاف عالم کے کہ وہ تدبیر سے کام نکالے گا۔" (تفسیر لاہوری: ج۱،ص۱۷۹)

قرآن مجید اور عقیدے کی صفائی

"قرآن مجید پڑھنے سے ایمان درست اور عقیدہ صاف ہوجاتا ہے لکل شیئی خاصۃ وللقرآن خواص عدیدۃ لاتعدولاتحصیٰ ولایعلم تعداتلك الخواص الا اللّٰہ وخاصۃ الشیئی مایوجد فی الشیئی ولایوجد فی غیرہ۔ "ہر چیز کی خاصیت ہوتی ہے، قرآن کے بے حساب خواص ہیں جسے اللہ ہی جانتا ہے اور کسی شئے کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو اس شئے میں پایا جاتا ہو اور اس کے غیر میں نہ پایا جاتا ہو۔" (تفسیر لاہوری: ج۱،ص۱۸۵)

قرآن سے دوری اور غلط عقیدوں کی لعنت

بعض مولوی قرآن پاک نہ پڑھنے کی وجہ سے ان غلط عقیدوں کی لعنت میں مبتلا ہیں حالانکہ قرآن پڑھنے سے صحیح ہدایت اور نور آجاتا ہے، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے، یہ غلط عقیدے قرآن کی تعلیمات سے روگردانی کی سزا اور پھٹکار ہے، دورانِ درس ایک طالب علم نے کہا کہ بعض لوگ حضور علیہ السلام کو نور کہتے ہیں تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ سورج، چاند، ستارے نور نہیں؟ تو پھر ان میں اور نبی میں کیا فرق ہوا؟ (تفسیر لاہوری: ج۱،ص۱۸۵)

کھرے اور کھوٹے کی تمیز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو قرآن کا علم پڑھایا اور قرآن حکیم پر عمل کرکے مسلمانوں کو دکھایا، قرآن مجید کا مطلب سمجھانا اور چیز ہے جسے تعلیم کتاب کہاجاتا ہے اور اس تعلیم کا رنگ چڑھانا اور چیز ہے جسے تزکیہ نفس کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم بھی تھے اور مزکی بھی، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کے دنیا سے رخصت ہوجانے کے بعد آپ کی اس مقدس خدمت کو دو گروہوں نے اپنے ذمہ لے لیا، تعلیم کتاب کا فرض علمائے کرام انجام دینے لگے اور تزکیہ نفس کا کام صوفیائے عظام نے اپنے ذمہ لے لیا، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں عالم فقط وہ ہوسکتا ہے جو عالم قرآن ہو اور صوفی وہ ہے کہ نہ صرف قرآن کی تعلیم اس کا اپنا حال ہو بلکہ قرآن کی تعلیم کا رنگ دوسرے پر چڑھانے میں باکمال ہو، اب کھرے عالم کی پہچان کے لیے دو علامتیں دیکھی جائیں کہ عالم قرآن ہو، علم قرآن خلق خدا کو پہنچائے اور اس

کی صحبت میں تعلیم قرآن کے ذریعہ سے لوگوں کے خیالات میں ایسی تبدیلی نظر آئے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر نظر آتی تھی، مثلاً لوگ شرک سے متنفر (اور) توحید کے دلدادہ، کفر سے منحرف، ایمان کے فریفتہ، بداخلاقی سے دور، اخلاق حمیدہ سے آراستہ، خداتعالیٰ سے ڈرنے والے، شریعت کا لحاظ رکھنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا شوق رکھنے والے بن جائیں۔ (تفسیر لاہوری: ج ۱، ص ۱۸۶، ۱۸۷)

امام ابوحنیفہؒ اور اکابر دیوبندؒ

امام اعظم (ابوحنیفہؒ) کے ہم مقلد ہیں فروعات میں، جب قرآن وحدیث کی مرادات تک نہ پہنچ سکیں تو پھر فقہاء کے دروازے پر آئیں گے۔　ع　گرفرق مراتب نہ کنی زندیقی
اپنی سمجھ سے بالاتر امام ابوحنیفہؒ کے ذہن کو سمجھے ایک طالب علم العلم نے کہا اگر ان کے ہاں بھی نہ ملے تو فرمایا پھر ملتان میں مولانا خیر محمد صاحبؒ، اکوڑہ خٹک میں مولانا عبدالحق صاحبؒ، لاہور میں مفتی محمد حسنؒ (اور) کراچی میں مفتی محمد شفیعؒ بیٹھے ہیں، ان کے ہاں جایا کرو۔'' (تفسیر لاہوری: ج ۱، ص ۱۸۸)

قرآن دین اور سیاست کا مجموعہ

دنیا کو جس ترقی کی ضرورت ہے، اس کو بھی قرآن سکھاتا ہے اور آخرت کی زندگی جن چیزوں سے سنورتی ہے وہ بھی قرآن مجید سکھاتا ہے۔ نصاب تعلیم کی کتابوں سے یہ چیزیں سمجھ میں نہیں آتیں، میں (احمد علیؒ) نصاب تعلیم کا مخالف نہیں ہوں اور اپنے بیٹوں کو بھی یہی نصاب پڑھایا ہے، میں (آپ کی سوچ کو) اوپر لے جانا چاہتا ہوں، قرآن پاک صرف تسبیح اور نماز نہیں سکھاتا بلکہ سیاست بھی سکھاتا ہے۔ قرآنی تعلیمات کو جاننے والے سیاست دان کبھی شکست نہیں کھاتے۔ (تفسیر لاہوری: ج ۱، ص ۱۹۰)

خرافات دور کرنا اور نظام کو درست کرنا

قرآنی تعلیمات کی قوت سے حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ مجھے ہر صوبے یا شہر میں ایک ہفتہ کے لیے گورنر (صاحب اختیار) بنا دو، ایک ہفتہ لاہور کے لیے، ایک سرگودھا کیلئے ایک گوجرانوالہ کے لیے، ایک پشاور کے لیے! ان شاء اللہ تمام صوبوں میں نظام درست ہو جائے گا، اس پر حکومت ڈر جاتی ہے کہ کہیں مولوی ہم سے اقتدار نہ چھین لے۔ ایک دفعہ میں نے جمعہ کی تقریر میں کہا کہ مجھے لاہور کے اختیارات دے دیئے جائیں یعنی لاہور کا گورنر بنایا جائے تو چکلے (بدکاری کے اڈے) وغیرہ سب خرافات دور کروں گا۔ پولیس تھانے سے اعلان کرنے پر مجبور ہوں گے کہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر

نکل جائیں ، اگر شادی شدہ آدمی چکلہ میں پکڑا گیا تو اسے باؤلے کتے کی طرح سنگسار کیا جائے گا اور جو غیر شادی شدہ ہیں اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے ، قانون خداوندی کے مطابق فیصلے کرنے میں کوئی حرج نہیں ، یہ میرا پہلا حکم ہے، دوسرا حکم یہ ہوگا کہ شراب خانے بند کیے جائیں اور تمام شراب بہادی جائے اور سب برتنوں کو توڑ دیا جائے ، تیسرا حکم یہ ہوگا کہ تمام لوگ کپڑے پاک رکھیں اور باجماعت نماز کی پابندی کریں جو بھی بڑا افسر وغیرہ نماز نہ پڑھے، اسی وقت اس کو ڈسچارج کردیا جائے۔ اسی طرح دنیا کے اطراف سے مبارکبادیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا کہ مسلمانانِ پاکستان نے وہ کر دکھایا جس کے لیے پاکستان بنا تھا۔'' (تفسیر لاہوری: ج ا،ص ۱۹۱۔۱۹۲)

اسلامی نظام اور حکمرانوں کی بے چینی

تیسرے دن لاہور کے ڈی سی صاحب وغیرہ آئے اور کہا کہ مولوی صاحب! دستخط کرو کہ آئندہ آپ سیاست پر نہیں بولیں گے، میں نے کہا کہ میں تو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں بولتا ہوں میں تو مذہب اسلام کا خادم ہوں ،حکومت کا خیر خواہ ہوں ، پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہوں ، ہماری کوشش ہوگی کہ یہاں پر اسلامی نظام نافذ ہوجائے جس سے پاکستان مضبوط ہوجائے ۔اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوگی ، چوری، ڈاکہ، قتل وغارت اور رشوت کی لعنت کا سلسلہ ختم ہوجائے گا،قرآن مجید میں جان ہے اور بولنے والے میں جان قرآن مجید کی برکت سے آتی ہے، جیسے لوہا (لاؤڈ اسپیکر) بول رہا ہے ۔ہم تو حکومت کو برادرانہ مشورہ دیتے ہیں کیونکہ ہم تو پاکستان کے خیر خواہ ہیں ، ہم اس ملک کو مضبوط دیکھنا چاہتے اور اس کی مضبوطی صرف اسلامی نظام کی برکت سے ممکن ہے،کم از کم قیامت کے دن حکمران تو یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں کوئی سمجھانے والا نہیں آیا تھا،ماجآء نا من بشیر و لانذیر (تفسیر لاہوری: ج ا،ص ۱۹۲)

حکومت اور قادیانیت نوازی

ختم نبوت کے مسئلہ میں ہم نے حکومت سے نہ براہِ راست مقابلہ کیا اور بحث کی، ہمارا مقابلہ تو قادیانیوں اور سر ظفر اللہ (سابق وزیر خارجہ) کے ساتھ تھا لیکن حکومت قادیانیوں کی حمایت میں کود پڑی۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان (تفسیر لاہوری: ج ا،ص ۱۹۳)

امیر شریعتؒ اور حضرت لاہوریؒ کا مکالمہ

ایک مرتبہ رات کو حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے؟ میں نے کہا ۱۳۰۴ھ میں میری ولادت ہوئی ،فرمایا: میں ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوا۔ فرمایا آپ مجھ سے چھ سال بڑے

ہیں، میرے تمام مرشد و اساتذہ تیرھویں صدی کی پیداوار تھے اور میں چودھویں صدی کا، اور ان کی تعلیم وخطاب کو پہنچا رہا ہوں، اب آپ (حضرت لاہوریؒ) پندرھویں صدی میں اُن کو پہنچائیں تب جا کر سبکدوش ہوں گے۔ (تفسیر لاہوری: ج ۱،ص ۲۰۶)

الفوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ سے قرآن فہمی میں آسانی

الفوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ پڑھنے سے قرآن سمجھنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے اور پڑھنے کے بعد لطف آتا ہے، جی چاہتا ہے کہ (مذکورہ کتب) آپ کو پڑھاؤں، پہلے طلباء کو پڑھا چکا ہوں (تفسیر لاہوری: ج ۱،ص ۲۱۳)

حضرت لاہوریؒ اور فرنگی کی قید

لوگوں کی فطرت بگڑ جاتی ہے تو علماء کو جیلوں میں ڈال دیتے ہیں، دہلی میں مجھے انگریزوں نے گرفتار کیا، گرفتار کرنے والے ایک معروف صاحبزادے تھے، ایک صاحبزادہ تلاشی لے رہا تھا وہ اوپر دیکھ رہا تھا، انگریز تو باہر چلے گئے، پولیس اور صاحبزادہ گھر کے اندر داخل ہوئے، میں نے سنداتِ اکابر ایک نکی میں بند کرکے اوپر گھاس پر لٹکا دیں کہ چوری نہ ہوجائیں کیونکہ یہ مجھے ہر چیز سے عزیز تھیں۔ صاحبزادہ نے اوپر دیکھا اور کہا یہ کیا چمک رہا ہے؟ میں نے اُتروادیں، صاحبزادہ نے یہ ظلم کیا کہ کتابیں تلاشی کے بعد واپس کردیں، سندات واپس نہ کیں، وہ سمجھا کہ ڈگری کی طرح یہ چھین لیں تو اس کی قابلیت ختم ہوجائے گی، اس کا خیال تھا کہ مولویوں کا علم بھی وکلاء کی طرح ہوگا، حالانکہ ہمیں سندات کی کیا ضرورت تھی؟ اس صاحبزادے نے انگریز اور کافروں کی خوشنودی کیلئے ایسا کام کیا، کوئی احساس اسے نہیں ہوا، فطری جذبات مہلکات پر مداومت کرنے سے ختم ہوجاتے ہیں۔

الحمدللہ علماء کے سینوں میں یہ علوم راسخ ہوگئے ہیں، کتابوں کے بغیر بھی قرآن وحدیث کے علوم پڑھا سکتے ہیں، اب ایسے مولوی وصاحبزادے کو ہم کیا کہہ سکتے ہیں جو انگریز کے لیے CID کے فرائض سرانجام دے، پہلے انگریز چوروں کے ذریعے ہمارے دفتر کی کتابوں کو لوٹ گئے پھر گھر کی کتابیں پولیس والے لے گئے تو بعض مولوی (علمائے سوء) بھی دولت کمانے کی خاطر بگڑ جاتے ہیں۔'' (تفسیر لاہوری: ج ۱،ص ۲۱۸)

قرآن کب مؤثر اور فائدہ مند ہوتا ہے؟

دوائی تب مفید ہوتی ہے کہ معدے میں کیموس (وہ رقیق شے جو معدہ میں کھانا ہضم ہونے

کے بعد پیدا ہو) فاسد نہ ہو، جب یہ بیماریاں اُن سے نکل جائیں گی تو قرآنی دوا ان میں اثر کرلے گی لیکن اگر منافقین بغرض تعلیم آتے اور ان کو فائدہ نہ ہوتا تو پھر کہہ سکتے کہ قرآن مجید مؤثر نہیں لہٰذا یہ کتاب آسمانی نہیں، پس ان کی مثال آج کل کے سی آئی ڈی والوں کی طرح ہے کہ وہ خلافت کے جلسوں میں شریک بھی ہوتے ہیں اور تقریریں بھی سنتے ہیں لیکن ان پر اثر بالکل نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس غرض کے لیے شریک ہی نہیں ہوتے بلکہ گورنمنٹ کے لیے آتے ہیں تاکہ تقریریں سن کر رپورٹ تحریر کریں یا ان کی مثال اس بیمار کی ہے جو منہ میں دوا لے کر معدہ میں نہیں جانے دیتا بلکہ تھوک دیتا ہے ،اگر اس کو شفاء نہ ہو تو ڈاکٹر کے کمال میں تو کوئی نقص نہیں ہے،اسی طرح قرآن کی تعلیم میں بھی کوئی نقص نہیں ہے۔(تفسیر لاہوری: ج۱،ص۲۲۳۔۲۲۴)

انسان اخلاطِ اربعہ کا مجموعہ

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انسان اخلاطِ اربعہ سے مرکب ہے:

(۱) خون (۲) صفراء (۳) بلغم (۴) سوداء

اگر ان میں بے اعتدالی نمودار ہو جائے تو حرارت پیدا ہوجاتی ہے یہاں تک کہ اس کا اثر ظاہر بدن پر بھی معلوم ہوتا ہے اسی طرح شریعت بھی ارکانِ اربعہ سے مرکب ہے:

(۱) طہارت

(۲) سماحت (سخاوت یعنی اسلام کے لیے جان و مال کی قربانی)

(۳) اخبات (قول وفعل کے ساتھ اللہ کے سامنے عاجزی)

(۴) عدالت اور اگر ان میں بے اعتدالی پیدا ہوجائے تو حرارت پیدا ہوجائیگی اور یہ بصورتِ نارِ آخرت میں ظاہر ہوگی اور یہ نار اندر سے جلانا شروع کریگی اور پھر اس کا اثر باہر آئے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ (الھمزۃ:۷) اور وجہ یہ ہے کہ بے اعتدالی پہلے قلب میں پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا اثر جوارح پر ہوتا ہے۔(تفسیر لاہوری: ج۱،ص۲۴۵) (جاری ہے)

نوٹ: قارئین ''الحق'' سے گزارش

کاغذ اور چھپائی کے اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے ماہنامہ ''الحق'' کا سالانہ زرمبادلہ -/500 روپے سے بڑھا کر -/800 روپے کردیا گیا ہے۔فی شمارہ 70 روپے ہے۔

مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری
سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی ملک کی آزادی میں مثالی جدوجہد

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نور اللہ مرقدہ کی حیات و خدمات، سوانح و تذکرہ ایک مکمل تالیف کا متقاضی ہے لیکن حق پھر بھی ادا نہیں ہوسکتا، ان کی ہمہ جہت عظیم خدمات میں سے ان کی ملک کی آزادی میں مثالی جدو جہد پر چند گزارشات پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں، اس عنوان پر بات کو آگے کرنے سے پیشتر چند تاریخی حقائق کا تذکرہ یہاں ضروری سمجھتا ہوں جو ہمیں آزادی کی تحریکات میں اپنے اکابر کا اعلیٰ کردار تاریخ ساز اور عہد آفریں جدو جہد سے ملتے ہیں کیونکہ

وہ کام جو انسان کا کردار کرے ہے — تقریر سے ممکن ہے، نہ تحریر سے ممکن

(۱) غیر ملکی تسلط سے نجات کے لیے آزادی کی تحریکات میں عملی جدو جہد حریت پسندوں کا قومی ملی، انسانی اور حب وطن کا تقاضا ہوتا ہے۔

(۲) آزادی، انساں کا فطری حق ہے اور جب اس کے ساتھ اس کا عقیدہ و مذہب بھی حریت کا درس دیتا ہو تو پھر یہ اس کا دینی و مذہبی فریضہ بھی قرار پاتا ہے۔

(۳) کسی بھی جابرانہ تسلط سے قومی آزادی کی تحریکوں میں یہ اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس کا دورانیہ مختصر ہوگا یا طویل، اس کی خاطر قید و بند کی صعوبتوں اور قربانیوں کے بعد آزادی کی صبح کب طلوع ہوگی؟

(۴) آزادی کے حصول کی خاطر بھڑکتی ہوئی آگ میں بے خطر کود جانے والے نہ تو اپنے اقتدار کے خواہش مند ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی انعام، تحفے یا شیلڈ کے امیدوار ہوتے ہیں۔

(۵) آزادی کی تحریکات میں کچھ ایسے سرفروش، جانباز شامل ہوتے ہیں جن کا نہ کوئی نام جانتا ہے اور نہ ہی کوئی اس کی قومیت اور شہریت سے واقف ہوتا ہے بعد میں گمنام مجاہد کے نام سے انکی یادگاریں تعمیر ہوتی ہیں

(۶) انقلاب کا کوئی متعین ضابطہ نہیں ہوتا ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ انقلاب زندہ باد کے نعرے لگانے والوں کی جان لے لیتا ہے اور ''انقلاب مردہ باد'' کی آواز لگانے والوں کے سینوں کو تمغوں سے سجا دیتا ہے۔

(۷) پابندیاں، بیڑیاں، ہتھکڑیاں، قید و بند، کالی کوٹھریاں، پھانسیاں، گولیاں، مالٹا انڈیمان اور کالا پانی وغیرہ کی جلا وطنیاں جائیدادوں کی ضبطیاں کبھی بھی آزادی کے لیے بھڑکتی آگ کو بجھا نہیں سکتیں بلکہ مزید بھڑکاتی ہیں۔

(۸) آزادی بے بہا قربانیوں کے بعد ملتی ہے اور اس نعمت کی قدر و قیمت کا پاس ولحاظ ان کو ہوتا ہے جنہوں نے آزادی کی لیلی کے لیے مجنوں کی طرح بھوک پیاس برداشت کی ہو اور شب و روز کی آبلہ پائی کے مراحل سے گزرے ہوں مگر آزادی کی نعمت کو برقرار و محفوظ رکھنا اور اس کے ثمرات سے قوم کو بہرہ مند رکھنا زیادہ کٹھن آزمائش ہوتی ہے اور وہ آزادی کے لیے دی گئی قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے۔

(۹) ہندوستان کی آزادی کی تاریخ بلا تعصب اور غیر جانبدارانہ گیا مرتب کی جائے تو حریت و آزادی کے علمبرداروں میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ علمائے حق کے نام ہوں گے جنہوں نے چار مرتبہ جہاد بالسیف کے ذریعہ وطن کی آزادی اور اسلامی اقدار کی سر بلندی کے لیے منظم جدو جہد کی، مئی ۱۸۳۱ء میں تحریک آزادی شہدا بالا کوٹ، ۱۸۵۷ء کی تحریک ۱۸۸۶ء میں تحریک آزادی علماء صادق پور اور ۱۹۱۴ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی تحریک ریشمی رومال۔

(۱۰) جب ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم اول نے دنیا کی نہ صرف سیاست بلکہ جغرافیہ کا بھی نیا نقشہ مرتب کیا، اس وقت تحریک آزادی ہند کے سرخیل حضرت شیخ الہند نے بھی تحریک کو نئے جہت سے مرتب کرنے کی ہدایات جاری فرمائیں وہ خود اپنے رفقا کے ہمراہ جزیرہ مالٹا میں قید فرنگ میں تھے اس حقیقت کے پیش نظر کہ ہر کام کی انجام دہی کے لیے اگر ایک طریقہ ناکام ہو تو اس مقصد تک پہنچنے کے لیے حکمت عملی تبدیل کرنی پڑتی ہے اور یہی کام حضرت شیخ الہند نے انجام دیا، آپ کی ہدایت پر نومبر ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کی تشکیل ہوئی اور اس صورت میں علمائے امت نے سیاسی جدو جہد کے ذریعہ آزادی کی منزل تک پہنچنے کا فیصلہ کیا۔

(۱۱) انگریز اور اس کے ایجنٹ تھے اس خیال خام میں تھے کہ ہندوستان سے مسلمانوں کے کم و بیش نوسو سالہ حکومت کے زوال کے بعد

☆ ہندوستان سے اسلام اس کی تعلیمات اسلام اور تہذیب کا خاتمہ ہوگا۔

☆ یہاں عیسائیت کوفروغ ہوگا جس کیلئے عیسائی پادریوں اور مشتریوں کی یلغار کردی گئی تھی ۔

☆ صرف انگریزی نہیں بلکہ نام نہاد بہی خواہاں ملت بھی یورپین تہذیب وکلچر کومسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ قرار دینے پر زور دے رہے تھے ۔

اگر انگریزوں اوران کے کیسہ لیسوں کا مقابلہ کیا تو ان نہتے ، خالی ہاتھ علماء ربانی نے کیا ، جواپنی لازوال اور بے مثال قربانیوں کی بدولت اسلام ، مسلمانوں ، اسلامی تعلیمات ، اسلامی تہذیب کے تحفظ کے لیے کمر بستہ ہوئے ، عیسائیت کے فروغ کوروکا اور پادریوں کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا اور انگریز سرکار کے منصوبوں کو خاک میں ملایا۔

(۱۲) انگریز کی پالیسی Devide and Role کی تھی کہ تقسیم کرو اور اسکے نتیجے میں اپنی حکومت کو دوام دو، ہمارے اکابر نے ان کی اس پالیسی کو رد کیا اور ہندوستانیوں کی مذہب اور عقیدہ کی بنیاد پر تقسیم کو جنگ آزادی کو ناکام کرنے کا حربہ قرار دیا۔

(۱۳) تاریخ کے ایک اہم سبق کو مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے الفاظ میں جو انہوں نے دارالعلوم دیو بند میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا، یہاں تحریر کرتا ہوں:

''میرے عزیزو! اسلام میں تجدید و اصلاح کی پوری تاریخ اولو العزمی کی تاریخ ہے، کہنے کو ملی اور اجتماعی تاریخ ہے اور بے شک ہے لیکن عملاً یہ از اول تا آخر افراد کی صلاحیتوں کے عزم وہمت کی نمود ہے جب بھی اسلام کیلئے موت وحیات کی کوئی کشمکش پیش آئی جب کسی طرف سے دین اسلام کو للکارا گیا تو کوئی فرد کامل کوئی صاحب عزم ہستی سامنے آ گئی ایسے موقع پر نہ کوئی کونسل بیٹھتی ہے نہ کوئی مشورہ ہوتا ہے کوئی صاحب یقین سامنے آجاتا ہے اور حالات کو یکسر بدل کر رکھ دیتا ہے۔

ان ہستیوں میں جو عزم و یقین سے مالا مال ہوں اور ہمیشہ وجرات سے قوم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی ہوں وہ مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ہیں ، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کا سال ولادت (۱۳۱۸ھ ۔۱۹۰۱ء) ہے، آپ کا اصلی نام ''معز الدین'' تھا، حفظ الرحمٰن آپ کا تاریخی نام ہے اوراسی تاریخی نام سے آپ کوشہرت ملی ، آپ کا وطن سیو ہارہ ضلع بجنور تھا، آپ کے والد ماجد کا نام مولوی شمس الدین صدیقی ہے، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے تعلیم کا آغاز جامعہ قاسمیہ جامع مسجد شاہی مراد آباد سے کیا تھا پھر مدرسہ فیض عام سیوہارہ میں زیر تعلیم رہے تھے جبکہ دور حدیث کے لیے آپ نے دارالعلوم دیو بند میں داخلہ لیا تھا اور حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری ، حضرت علامہ شبیر احمد عثانی اور مولانا مفتی عزیز الرحمٰن سے علمی استفادہ کیا تھا، دارالعلوم دیو بند میں

آپ کو تدریس کا شرف بھی حاصل رہا ہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے ہندوستان کو انگریزوں کے غاصبانہ قبضے اور جابرانہ تسلط سے آزادی کے لیے آزادی کی تحریک میں شمولیت کب اختیار کی؟ اس وقت ہندوستان کے حالات کیا تھے؟ اور وہ کیا اسباب و وجوہ تھیں کہ ایک نوخیز نوجوان آزادی کی شمع کو فروزاں رکھنے کے لیے میدان میں کود پڑے تھے؟ اس کے متعلق عظیم مؤرخ سید الملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ لکھتے ہیں: ''آزادی ہند کی تاریخ اگر چہ بہت پہلے سے شروع ہو چکی تھی اور اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ جیسے ہی یورپ کے بنیوں نے دوکانداری کو حکمرانی کی شکل دی آزادی کی تحریک شروع ہوگئی تھی تو واقعات اس دعوی کا بھی ناقابل تردید ثبوت پیش کر دیں گے مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پچھلی جنگ عظیم (۱۹۱۳ء۔۱۹۱۷ء) کے بعد تحریک آزادی نے ایک صورت اختیار کی جو پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی جب دیش باپو گاندھی نے ''ستیہ گری'' کا راستہ اختیار کیا اور عدم تشدد آہنسایا مقاومتہ بالصبر کی طاقت کو جنگ آزادی کا حربہ قرار دیا جب وہ تجویزیں جو خفیہ انجمنوں میں منظور کی جاتی تھیں برملا اسٹیجوں پر پیش کی جانے لگیں اور مقابلہ کے وقت میدان جنگ فوجوں سے پاٹ دینے کی بجائے رضا کاروں سے جیل خانوں کو بھرا جانے لگا یہ پروگرام جنگ آزادی کے پہلے طریقوں سے اتنا مختلف تھا کہ عام طور پر اس کو تحریک آزادی کا آغاز قرار دیا گیا۔''

حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ مزید لکھتے ہیں: ''بیسویں صدی کا بیسواں سال (۱۹۱۹ء) ہمیشہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں ''صبح صادق'' تسلیم کیا جائے گا کیونکہ اسی سال ۱۹۱۹ء کے مارچ میں ''ستیہ گری'' کی تجویز منظور کی گئی اور اسی سال جلیا نوالہ باغ کا وہ مشہور حادثہ پیش آیا جس میں تقریباً ڈیڑھ ہزار ہندوستانیوں نے جنگ آزادی کی مردہ تحریک میں اپنے مظلوم و محکوم خون کے انجکشن سے جان ڈالی اور ایک کامیاب تحریک کی آبیاری کی، سیوہارہ کے قریب ٹرین کا حادثہ اسی سال یا اس سے ایک سال پہلے پیش آیا تھا جو نوخیز نوجوان ایکسپریس کے حادثہ میں ہمدردانہ ایثار و فدائیت کے جوہر دکھا کر ہر ایک صاحب بصیرت کو حیرت زدہ کر چکا تھا ناممکن تھا کہ جلیا نوالہ باغ کے حادثے کا سن کر اس کی رگ حمیت میں جوش نہ آتا اور عواقب و نتائج سے بے پرواہ ہو کر خدمت خلق اور آزادی ملک کے میدان میں مردانہ وار قدم نہ بڑھاتا چنانچہ یہ خود ساختہ والنٹیئر جس نے ایکسپریس کے حادثہ میں اپنے مونڈھوں پر لاشیں اٹھائی تھیں جب جنگ آزادی کا بگل بجا تو وہ خدمت خلق اور ہمدردی ملت کے میدان میں سب سے آگے تھا، مختصر یہ کہ ابھی تک مولانا حفظ الرحمٰن صاحب جو درجات عربی کے طالب علم تھے پوری طرح تحصیل نہیں کر سکے تھے کہ جنگ آزادی نے دلوں میں تڑپ پیدا کی جن

جانبازوں اور سرفروشوں نے آگے بڑھ کر ہتھکڑیوں کو بوسہ دیا ان میں مجاہد ملت کا نام سب سے روشن ہے۔ (''الجمعیۃ'' دہلی، مجاہد ملت نمبر ص ۴۰۔۴۱)

حضرت مجاہد ملت اپنی عمر کے ساتھ ساتھ اپنی فطری اوصاف کمال میں بھی روز بروز ترقی کی منازل طے کر رہے تھے، اب وہ ایک باکردار شخصیت، بلند پایہ عالم دین، صاحب فکر ونظر مصنف اور اعلی خطیب ومقرر بن کر ہندوستان کی افق پر نمودار ہو رہے تھے اور وہ آہستہ آہستہ اس منصب جلیل کی طرف قدرت کے ہاتھوں بلند ہو رہے تھے جو ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی تخلیق کا منشاء تھا۔

مجاہد ملت کی قومی، سیاسی اور جماعتی سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۱۹ء سے ہو گیا تھا جبکہ ملک کے چپہ چپہ میں تحریک خلافت کا غلغلہ تھا، خلافت زندہ باد کے نعرے ہر طرف بلند ہو رہے تھے اور آزادی ہند کی تحریک بھی ملک بھر میں وسیع پیانے پر منظم ہو رہی تھی، حریت وآزادی کے علمبردار علماء نے انہی دنوں ایک منظم جماعت جمعیۃ علماء ہند کی تشکیل کا فیصلہ کیا تھا، مولانا حفظ الرحمٰن کی جد و جہد آزادی اسی زمانہ میں شروع ہوئی تھی اور تحریک آزادی کی پاداش میں اسی سال ۱۹۲۲ء میں گرفتار بھی ہوئے تھے، ۱۹۲۴ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حجاز مقدس کے سفر کے اسباب بنائے اور آپ حج وزیارت حرمین شریفین سے بہرہ مند ہوئے، حج کی واپسی کے چند مدت بعد اپنے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ ڈابھیل ضلع سورت تشریف لے گئے تھے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحبؒ کے ساتھ جامعہ ڈابھیل میں تقریبا تین برس (۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۰ء) حضرت مجاہد ملت نے وہاں درس وتدریس کی خدمات انجام دی تھی، ڈابھیل کے قیام سے آپ کی سیاسی سرگرمیاں زیادہ تر کانگریس کے پلیٹ فارم سے شروع ہوئی تھیں اور یہ وہی دن تھے جب گاندھی جی نے ڈانڈی مارچ کی تحریک ۱۳؍ مارچ ۱۹۳۰ء کو نمک پر محصول کے بائیکاٹ کا پروگرام شروع کیا تھا، ان دنوں گاندھی جی کا قیام دھرا شٹہ میں تھا، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب ڈابھیل سے چل کر دھرا شٹہ گاندھی جی سے ملنے کیلئے گئے تھے اور تحریک میں اپنی پوری خدمات پیش کی تھیں گاندھی جی دونوں علما کے جذبات اور تعاون کے پیشکش سے بہت متاثر ہوئے تھے، ان ہی دنوں میں باردولی میں سردار پٹیل نے کانگریس کا ایک بہت بڑا اجتماع منعقد کرایا تھا اس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ عدم ادائیگی ٹیکس کی وجہ سے برٹش گورنمنٹ نے پبلک کی جو جائیدادیں ضبط کرنے اور سستے داموں نیلام کرنا کا حکم دیا ہے عوام اس کے خریدنے سے باز رہیں، یہی موقع تھا جب حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نے فقہاء کرام کی کتابوں کے حوالہ سے

مشہور فتویٰ صادر کیا تھا جس میں ضبط شدہ جائیدادوں کو نیلام میں خریدنے کی شرعی لحاظ سے ممانعت کا حکم تھا، اس فتویٰ کی پاداش میں حضرت مفتی صاحب کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے اور جس پریس میں وہ فتویٰ چھپا تھا اس کو ضبط کر دیا گیا تھا جبکہ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری صاحب پہلے ہی گرفتار کیے جا چکے تھے، ابھی حضرت مفتی مولانا عتیق الرحمٰن صاحب کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی تھی کہ گاندھی اروِن پیکٹ ہو چکا تھا اور اسکی وجہ سے تمام وارنٹ حکومت نے واپس لے لیے تھے۔

بہر حال! ان دونوں بزرگوں کی سیاسی سرگرمیوں سے جامعہ ڈابھیل کے منتظمین کو بڑی پریشانی لاحق ہوگئی تھی جس کو ان حضرات نے بھی محسوس کیا تھا، حضرت مفتی صاحب نے چند ماہ بعد استعفیٰ دے دیا تھا جبکہ رہائی کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن واپس جامعہ ڈابھیل نہیں گئے ہوں دونوں حضرات کا جامعہ ڈابھیل سے تعلق منقطع ہو گیا تھا، مولانا حفظ الرحمٰن صاحب یوں تو ابتدا ہی سے جمعیۃ علماء ہند کے رکن تھے لیکن ڈابھیل سے انقطاع تعلق کے بعد جمعیۃ علماء میں ان کی سرگرمیاں بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں، حریت و آزادی کا ایسا جذبہ پروردگار عالم نے ان کو ودیعت فرمایا تھا کہ سخت سے سخت صعوبتوں اور کڑی سے کڑی آزمائشوں میں بھی ان کے قدم لڑکھڑا سکے تھے اور نہ ان کے عزم مصمم میں اضمحلال پیدا ہو سکا تھا اور نہ قید و بند کی سختیاں ان کے ارادوں کو کمزور کر سکی تھیں بلکہ رہا ہوتے ہی وہ نئے جوش اور نئے عزم کے ساتھ پہلے سے زیادہ سرگرم عمل ہو گئے تھے۔

۱۹۳۰ء میں جیل سے رہائی کے بعد مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاردی امروہہ پہنچ کر جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس منعقدہ ۳، ۴، ۵، ۶ مئی ۱۹۳۰ء مطابق ۳، ۴، ۵، ۶ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ میں شریک ہوئے اس اجلاس کی صدارت علامہ شاہ معین الدین احمد اجمیری نے کی تھی جبکہ خطبہ استقبالیہ جناب ابو النظر رضوی امروہوی نے پڑھا تھا، یہ بہت معرکۃ الآرا اجلاس تھا، خطبہ صدارت اور خطبہ استقبالیہ بجائے خود بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں، اس اجلاس میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحبؒ، مولانا ابوالحاسن سید محمد سجاد صاحبؒ، مولاج عبدالعلیم صدیقی صاحبؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری صاحبؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحبؒ، مولانا محمد نعیم لدھیانوی صاحبؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی صاحبؒ و دیگر رہنمایان قوم شریک تھے، اس اجلاس میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے ایک اہم تجویز درج ذیل قرارداد کی صورت میں پیش کی، جس سے جنگ آزادی میں جمعیۃ علماء ہند کا موقف متعین کر دیا گیا تھا۔

(الف) چونکہ نیشنل کانگریس نے اجلاس لاہور میں مکمل آزادی کا اعلان کر دیا ہے جو جمعیۃ علماء کا پہلے سے نصب العین ہے اور نہرو رپورٹ کو جس سے جمعیۃ علماء نے شدید اختلاف کیا تھا کالعدم کر دیا ہے اور ایک تجویز میں یہ طے کر دیا ہے کہ آئندہ کوئی دستور اساسی اس وقت تک کانگریس قبول نہ کرے گی جس سے متعلقہ اقلیتیں پورے طور پر مطمئن نہ ہو جائیں، اس لئے جمعیۃ علماء کے اس اجلاس کے نزدیک بحالت موجودہ مسلمانوں کے لیے کانگریس سے علیحدہ رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(ب) مسلمانوں کے مذہبی وقومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اجلاس اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہے کہ کانگریس کا کوئی آئندہ عملی پروگرام اس وقت مسلمانوں کے لیے آخری فیصلہ نہ ہوگا جب تک جمعیۃ علماء ہند اس کی تصدیق نہ کر دے۔

(ج) چونکہ شاردا ایکٹ (SARDA ACT) بحق اہل اسلام صریح مداخلت فی الدین ہے اور اسلامی پرسنل لاء پر شدید حملہ ہے اور حکومت ہند نے انتہائی احتجاج وتنبیہ کے بعد بھی مسلمانوں کو بھی آج تک اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح اس حکومت نے ملک پر جابرانہ قبضہ کر کے تمام اہل وطن کو غلام اور مفلس و بے کس بنا دیا ہے اور ظالمانہ قوانین کے وضع ونفاذ اور اخلاق ومعاشرت کی تخریبی حکمت عملی پر اسے اصرار ہے، اسی طرح وہ اب اسلامی پرسنل لا کے واجب الحفظ قلعہ کو بھی مسمار کر کے دین وملت کو بھی برباد کر دینا چاہتی ہے جو تمام اہل ملک اور خصوصا مسلمانوں کے لیے نا قابل برداشت ہے اور ان تمام مفاسد کے سدباب اور ناموس شریعت کی حفاظت کے لیے آخری صورت یہ ہے کہ ملک وملت کو حکومت مسلط کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد کر لیا جائے، اس لیے یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ ملک وملت کی آزادی اور اپنے پرسنل لا کی حفاظت کے لیے پورے جوش اور کامل استقلال سے احکام شرعیہ کے موافق کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کرتے ہوئے سرفروشانہ پرامن جنگ آزادی کی راہ پر گامزن ہوں۔

(د) یہ اجلاس حسب ذیل تین حضرات کی کمیٹی منتخب کرتا ہے جو مخصوص ملی نظام کے ماتحت حصول آزادی اور تحفظ پرسنل لا کے واسطے مفصلہ ذیل امور کا تعمیری لائحہ اور سول نافرمانی کا پروگرام مرتب کرے اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دے۔

(۱) ضبط شدہ فتاوی لٹریچر کی اشاعت (۲) شراب اور دیگر مسکرات کے استعمال وتجارت پر احتساب (۳) ولایتی مال کا عموما اور کپڑے کا خصوصا مقاطعہ اور دیسی مال و کپڑے کے استعمال وترویج کی سعی بلیغ اور ہر ممکن جگہ پر انتظام۔

(و)　جمعیۃ علماء کو امید ہے کہ اگر انڈین نیشنل کانگریس اس شک وشبہ کا بھی ازالہ کر دے جو بعض مسلمانوں کے قلوب میں اس کی طرف سے پیدا ہو گیا ہے اور ان کو پورا اطمینان دلا دے تو پھر متفقہ جدو جہد کے بروئے کار آنے میں کوئی مانع باقی نہ رہے گا اور کامیابی بھی سریع اور یقینی ہو جائے گی۔

ارکان کمیٹی :　(۱) مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء (۲) مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی (۳) مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امیر شریعت صوبہ پنجاب ۔

محرک:　مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

مؤیدان: مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب وغیرہم مولانا حفظ الرحمٰن نے پوری قوت اور جوش و جذبہ کے ساتھ اپنا نقطہ نظر اس تجویز کی صورت میں پیش کر دیا تھا آپ کے زور بیان اور قوت استدلال نے اجلاس کے شرکا کو بے حد متاثر کیا تھا اور جب حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ان کی تائید میں ولولہ انگیز تقریر فرمائی تو پھر آخر کار یہی قرارداد اجلاس کا آخری فیصلہ قرار پایا تھا۔

اجلاس امروہہ کے اس فیصلہ کی روشنی میں کانگریس کی ۱۹۳۱ء میں تحریک سول نافرمانی میں جمعیۃ علماء ہند اور اس کے رہنماؤں اور اراکین نے بھر پور حصہ لیا تھا اس تحریک کا طریقہ یہ تھا کہ جمعیۃ علماء کی طرف سے ایک ڈکٹیٹر متعین کیا جاتا تھا جو ایک جلوس کی صورت میں پورے جوش وخروش اور نعروں کی گونج میں اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرتا تھا، جمعیۃ علماء کی طرف سے پہلے ڈکٹیٹر حضرت مولانا کفایت اللہ (صدر جمعیۃ علماء ہند) قرار پائے تھے جنہوں نے ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے دہلی کے آزاد پارک میں گرفتاری پیش کی تھی اور ۱۸ ماہ جیل میں رہے تھے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کے بعد مولانا بشیر احمد کھٹوری اور تیسرے ڈاکٹر مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی منتخب ہوئے تھے جن کی قیادت میں گرفتاریاں عمل میں آتی تھیں، ان میں حضرت مدنی کو دیوبند سے دہلی آتے ہوئے گرفتار کیا گیا تھا اور سحبان الہند مولانا احمد سعید دہلوی اور مولانا حبیب الرحمٰن ڈکٹیٹر شپ کے نظام سے پہلے ہی گرفتار کیے جا چکے تھے ان میں بعض حضرات کو دو، دو سال تک سزائیں سنائی گئی تھیں، ایک اندازہ کے مطابق تقریباً ۹۰ ہزار حریت پسند اس تحریک سول نافرمانی میں گرفتار کیے گئے تھے جن میں چوالیس ہزار پانچ سو مسلمان تھے۔ (جاری ہے)

ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی *

میٹاورس (ڈیجیٹل تخیلاتی دنیا) اور ہماری شرعی ذمہ داری

آپ کی والدہ کھانا پکا رہی ہیں اور آپ سے کہتی ہیں کہ دکان سے ہرا دھنیا لے کر آ جاؤ، آپ ایک بڑے شاپنگ مال میں سبزی کی دکان پر اس مخصوص جگہ پر جائیں گے جہاں پر سبزیاں وغیرہ رکھی ہیں پھر کافی ساری ہرے دھنیے کی گڈیوں میں سے آپ ایک تر و تازہ ہرے دھنیے کی گڈی نکالیں گے، اس کو الٹ پلٹ کر دیکھیں گے، سونگھیں گے اور پھر جس ہرے دھنیے کی گڈی میں سے خوشبو آ رہی ہو اور تر و تازہ ہو اس کو خریدنے کے لئے اٹھا لیں گے، اب یہی دکان اگر انٹرنیٹ پر موجود ہے اور وہاں سے آپ نے ہرے دھنیے کی گڈی لینی ہے تو دکان کی ویب سائٹ پر آپ ہرے دھنیے کو سرچ کریں گے، پھر وہاں پر آپ کو ہرے دھنیے کی گڈی کی تصویر نظر آئے گی، آپ اس کو دیکھ کر آڈر کر دیں گے مگر اس صورت میں آپ کو وہ احساس یا تجربہ حاصل نہیں ہوا جو کہ آپ کو خود دکان پر جا کر حاصل ہوتا یعنی آپ ہرے دھنیے کی گڈی کو سونگھتے، اس کی تازگی کو چیک کرتے اور پھر خریدتے نیز آن لائن ویب سائٹ سے ہرے دھنیے کی گڈی آڈر کرنے پر آپ کو دکاندار کی منتخب کردہ ہرے دھنیے کی گڈی پر ہی انحصار کرنا پڑے گا پھر جب دکان دار آپ کے گھر پر وہ ہرے دھنیے کی گڈی پہنچائے گا تو آپ اس کی تازگی اور خوشبو کو دیکھتے ہوئے پسند نہ آنے پر واپس بھی کر سکتے ہیں، سبزی بیچنے والا دکاندار اگر اس سارے عمل میں یعنی اپنی ویب سائٹ پر تھوڑی جدت لانا چاہے تو ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ دکان دار جتنی بھی ہرے دھنیے کی گڈیاں ہیں ان سب کی تصاویر اپنی دکان کی ویب سائٹ پر روزانہ صبح سویرے لگائے اور پھر صارف اس میں سے کوئی ہرے دھنیے کی گڈی منتخب کرے اور پھر وہ دکان دار اس ہرے دھنیے کی گڈی کو بیچنے کے بعد وہ تصویر وہاں سے ہٹا دے اور آپ کو بعینہ وہی گڈی لا کر دے جس کو آپ نے ویب سائٹ پر تصویر کے ذریعے منتخب کیا تھا۔

اب اس خرید و فروخت میں تھوڑی جدت تو آ گئی مگر پھر بھی آپ وہ احساس یا تجربہ حاصل نہیں کر سکے جو کہ خود سبزی کی دکان پر جا کر حاصل ہوتا نیز اس صورت میں آپ کو صرف ہرے دھنیے کی گڈی کی تصویر کا ایک رخ ہی نظر آیا یعنی دو جہتی یا ٹو ڈائی مینشل تصویر ہی دیکھ سکے اور خوشبو بھی نہ سونگھ سکے

* لیکچرر منسٹر ٹیکنالوجی یونیورسٹی آئرلینڈ

اب دکان دار اپنی ویب سائٹ پر مزید جدت لے کر آتا ہے اور اب وہ دکان میں موجود تمام ہرے دھنیے کی گڈیوں کی تھری ڈی تصویر رکھتا ہے کہ جس کے ذریعے سے آپ ہرے دھنیے کی گڈی کو ہر زاویہ یعنی ۳۶۰ ڈگری کے زاویے سے دیکھ سکتے ہیں اور پھر اپنی مطلوبہ ہرے دھنیے کی گڈی کا انتخاب کر سکتے ہیں مگر پھر بھی اس میں وہ احساس اور تجربہ حاصل نہ ہوگا جو کہ حقیقی طور پر دکان جا کر حاصل ہوتا، خیر دکان دار اپنی ویب سائٹ پر مزید جدت لے کر آتا ہے اور اب تھری ڈی تصاویر کے بجائے وہ تمام ہرے دھنیے کی گڈیوں کی دومنٹ کی ویڈیو بنا کر ویب سائٹ پر رکھتا ہے، اس طرح سے آپ کے سامنے ہر ہرے دھنیے کی گڈی کی صحیح صورت حال واضح ہو جائے گی اور آپ بلا جھجک اپنی معیار کی ہرے دھنیے کی گڈی منتخب کر سکتے ہیں مگر اب بھی وہ احساس اور تجربہ صارف کو حاصل نہ ہوگا جو کہ حقیقی طور پر دکان میں جا کر ہرے دھنیے کی گڈی لینے میں ہے۔

خیر اب دکان دار سینسر Sensors کا استعمال کرتے ہوئے انفرادی طور پر ہر ہرے دھنیے کی گڈی کی خوشبو کو ریکارڈ کرتا ہے اور ویب سائٹ پر اس ہرے دھنیے کی گڈی کی ویڈیو کے ساتھ اس خوشبو کا کوڈ بھی رکھ دیتا ہے۔ جب بحیثیتِ صارف آپ ویب سائٹ پر جاتے ہیں اور آپ اس ہرے دھنیے کی گڈی کی ویڈیو دیکھتے ہیں اور اس کوڈ کو استعمال کرتے ہوئے خوشبو سونگھنے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ کو وہ خوشبو نہیں سنگھائی دے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خوشبو کا کوڈ تو ویب سائٹ پر موجود ہے اور خوشبو ایک احساس ہے اور حسی طور پر آپ اس کو سونگھ سکتے ہیں مگر وہ آپ تک حقیقی طور پر کمپیوٹر کے ذریعے منتقل تو نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا حل نکالنے کیلئے وہ دکاندار اپنی ویب سائٹ پر یہ نوٹس لکھتا ہے کہ اگر آپ کو حقیقی تر احساس حاصل کرنا ہے تو آپ کے پاس جدید آلات ہونے چاہئیں اور مختلف خوشبوں کا ایک پوری سلیکشن ہونی چاہیے جو کہ آپ کے کمرے میں آپ کے کمپیوٹر کے ساتھ منسلک ہوں پھر جب ویب سائٹ پر وہ کوڈ آپ استعمال کریں تو آپ کے کمرے میں آپ کے کمپیوٹر کے پاس رکھی ہوئی خوشبوں میں سے وہ خوشبو سلیکٹ کرے اور پھر آپ کے کمرے کی فضا وہی خوشبو سے معطر ہو گی جو کہ اس کوڈ میں لکھی ہے اور پھر دکان سے دور بیٹھے آپ اس خوشبو کو اپنے کمرے میں سونگھ سکیں گے یعنی آسان الفاظ میں آپ اس ویب سائٹ پر گئے، ہرے دھنیے کی گڈی پر جیسے ہی آپ نے کلک کیا، ایک لائیو اسٹریم ویڈیو چل پڑی جس میں اس ہرے دھنیے کی گڈی کی لائیو یا براہ راست ویڈیو چلائی گی اور ساتھ ہی آپ کے کمرے میں وہی خوشبو مہک گئی جو کہ اس ہرے دھنیے کی تھی اور اس کیلئے نہایت ہی اعلیٰ قسم کے کمپیوٹر پروگرامز کا سینسر کے ساتھ استعمال کیا گیا۔

جی ہاں! یہ ممکن ہے اور کچھ سالوں پہلے ایسی پروڈکٹ بازار میں لانچ بھی ہو چکی ہیں جیسے

Aroma IoT, oPhone, Scente Machina وغیرہ جن کی مدد سے آپ اپنے موبائل فون سے مختلف اقسام کی خوشبوں کی مہک کو بطور میسج کے بھی بھیج سکتے ہیں مثلاً آپ نے ایک دوست کو میسج بھیجا اور ساتھ میں گلاب کے پھول کی خوشبو بھی بھیجی تو جیسے ہی وہ میسج آپ کے دوست کے موبائل پر موصول ہوگا اس کے موبائل سے منسلک پہلے ہی موجود خوشبوں کے مجموعے میں سے وہ خوشبو مہکنا شروع ہوجائے گی جس کی آپ نے اپنے میسج میں نشاندہی کی ہے، یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ آپ میسج کے ذریعے حسی طور پر خوشبو منتقل نہیں کررہے بلکہ آپ گلاب کے پھول کی خوشبو کا ایک کوڈ اپنے میسج کے ذریعے منتقل کررہے ہیں اور جیسے ہی وہ کوڈ دوسرے موبائل پر موصول ہوگا، اس موبائل کے ساتھ الیکٹرونک سرکٹ موبائل کے ساتھ منسلک خوشبوں میں سے ایک خوشبو مہکانا شروع کردے گا، نیز اسی طریقے کے ذریعے آپ اپنے کمرے میں میلوں دور بیٹھے مختلف خوشبوں کو مہکا بھی سکتے ہیں اوراس کے لئے چیزوں کا انٹرنیٹ یعنی Internet of Things کا استعمال کرسکتے ہیں، اب تو اس میں اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ انڈرگریجویٹ کے طلبا اس طرح کے پروجیکٹ کرتے ہیں جن کے ذریعے سے محسوسات، خوشبو وغیرہ کو منتقل (مجازی طور پر) کیا جاسکتا ہو اور ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے بالکل اصل حقیقت کے قریب جایا جاسکے، مثلاً موبائل فون کے ذریعے سے آپ کسی دوسرے ملک میں رہتے ہوئے اپنے گھر کی لائٹوں کو کھول بند کرسکتے ہیں، پانی کی موٹر کو چلا سکتے ہیں، آپ کے گھر میں کون کون سے آلات کتنی بجلی خرچ کررہے ہیں؟ یہ آپ منٹوں کے حساب سے دیکھ سکتے ہیں اور ان آلات کو کھول بند کرتے ہوئے بجلی کی بچت کرسکتے ہیں۔

مستقبل کیلئے کمپیوٹر سائنسدانوں نے یہ سوچا ہے کہ ایک ورچوئل، ڈیجیٹل یا تخیلاتی دنیا ہو گی، جس میں ہر چیز ورچوئل ذریعے سے انٹرنیٹ پر ظاہر کی جائے گی اور اس کو میٹاورس کا نام دیا ہے، میٹاورس Metaverse بنیادی طور پر ایک ڈیجیٹل تخیلاتی تھری ڈی دنیا یعنی ورچوئل دنیا کا نام ہے، آپ میں سے اگر کسی کو کمپیوٹر گیمز کھیلنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپ کے علم میں ہوگا کہ اس کے اندر کچھ ڈیجیٹل کردار بنائے جاتے ہیں اور گیم کے اندر کے ماحول کو بالکل اصل زندگی کی مطابق ڈھالا جاتا ہے جو کمپیوٹر گیم جتنا زیادہ حقیقی زندگی اور کرداروں سے مشابہت اختیار کرے گا وہ اتنا ہی اچھا گیم تصور کیا جائے گا، اب اس گیم کی ورچوئل دنیا کو اگر ہم اعلیٰ قسم کے سائنسی آلات کے ساتھ جوڑ کر اس کو حقیقی دنیا سے جوڑیں تو یہ میٹاورس بن جاتا ہے اور اس کیلئے کافی ساری ٹیکنالوجیز کا استعمال کیا جاتا ہے جن میں ورچوئل ریلیٹی، آگمنٹڈ ریلیٹی، سینسر، ٹیکٹائل انٹرنیٹ، ایکسٹینڈڈ ریلیٹی، مصنوعی ذہانت، ٹیلی کمیونیکیشن، ڈیجیٹل ٹوئن، بلاک چین وغیرہ شامل ہیں۔

اوپر دی گئی مثال کے اندر میٹاورس کے تناظر میں یہ ہوگا کہ ایک انٹرنیٹ پر ورچوئل دنیا ہوگی اور اس ورچوئل دنیا میں ملک، شہر، سڑکیں، مکان، گاڑیاں، چوراہے، انسانی کردار جنہیں آواتار Avatar بھی کہا جاتا ہے موجود ہوں گے یعنی اصلی دنیا کی ہو بہو ایک نقل بنائی جائے گی یعنی ابھی ہم شاپنگ کے لئے شاپنگ سینٹرز میں حسی طور پر یا جسمانی طور پر جاتے ہیں، ٹیکنالوجی جس طرف جارہی ہے اس میں ہم شاپنگ سینٹرز میں جائیں گے مگر ورچوئل شاپنگ سینٹرز کے اندر، یعنی انٹرنیٹ پر خرید وفروخت آہستہ آہستہ ورچوئل ورلڈ یا میٹاورس کی طرف چلی جائے گی، آپ کے ورچوئل آواتار ہوں گے جو کہ دوسرے آواتاروں کے ساتھ تعامل کریں گے اور اس ٹیکنالوجی کے اندر مصنوعی ذہانت کا استعمال بھی بہت عام ہوگا اور میٹاورس پر جو خرید وفروخت ہوگی وہ کرپٹو کرنسی سے ہوگی، اور این ایف ٹی کی مدد سے ڈیجیٹل اثاثوں کو محفوظ بنایا جائے گا اور ان کی خرید وفروخت کا ریکارڈ رکھا جائے گا،اب وہ سبزی بیچنے والا بجائے اس کہ کہ اپنی ویب سائٹ بنائے، اب ورچوئل دنیا یعنی میٹاورس میں اس کی باقاعدہ ایک ورچوئل سبزی کی دکان ہوگی اور وہ دکان ویسی ہی ہوگی جیسی کی اصلی ہو یعنی اس میں مختلف سبزیاں رکھی ہوئی نظر آرہی ہوں گی، اب صارف کا ورچوئل کردار یعنی آواتار روڈ پر چلتا ہوا اس دکان میں داخل ہوگا اور اس جگہ پر جائے گا جہاں پر ہرا دھنیا رکھا ہوا ہوگا اور اس کو اٹھا کر وہ نہ صرف یہ کہ دیکھ سکے گا بلکہ اس کی خوشبو بھی سونگھ سکے گا اور پھر وہ اپنی پسند کا تازہ ہرا دھنیا آڈر کردے گا پھر وہ دکان دار اس کے گھر پر وہ اصلی ہرے دھنیے کی گڈی پہنچا دے گا۔

میٹاورس کو استعمال کرتے ہوئے کمپیوٹر سائنسدانوں کا ویژن یہ ہے کہ ورچوئل دنیا کو اصلی دنیا کے ساتھ جوڑا جائے اور انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کو وہ حقیقی احساس اور تجربہ دلایا جائے جو کہ ہم حقیقی اور اصلی دنیا میں محسوس کرتے ہیں یعنی ورچوئل دنیا میں حواس خمسہ بھی انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کو کسی حد تک محسوس ہوں گے اور اس کیلئے مختلف آلات جیسے Meta Quest 2 VR Headset کا استعمال ہوگا جو کہ اس وقت تقریباً ساڑھے چار سو امریکی ڈالر یعنی تقریباً ایک لاکھ پاکستانی روپے میں مل رہا ہے، گو کہ اس وقت یہ زیادہ تر کمپیوٹر گیم میں استعمال ہو رہا ہے مگر کمپیوٹر سائنسدانوں کا ویژن اس سے کہیں آگے کا ہے،مثلاً اگر میٹاورس میں کسی نے آپ کو مکا مارا تو آپ کو مکے لگنے کا احساس ہوگا اور اگر کوئی ڈاکٹر ریموٹ سرجری کرے تو اس کو ایسا محسوس ہوگا کہ وہ اصلی مریض کی سرجری کررہا ہے۔ سائنسی طور پر میٹاورس کے تناظر میں ابھی بھی بہت کام کی ضرورت ہے اور بہت سارے سائنسی سوالات کے جوابات دینا باقی ہیں، دنیا بھر کے کمپیوٹر سائنسدان مختلف جہتوں سے اس میٹاورس ٹیکنالوجی پر کام کررہے ہیں کہ ورچوئل تخیلاتی دنیا کو حقیقی دنیا کے ساتھ جوڑا جائے

اور اس میں ڈیجیٹل ٹوئن اور سائبر فیزیکل سسٹم ٹیکنالوجیز بھی شامل ہیں،اسی میٹاورس ٹیکنالوجی کو لیتے ہوئے بڑے بڑے سرمایہ دار پیسے بنانے لگ گئے ہیں مثلاً میٹاورس میں استعمال ہونے والے کپڑے، جوتے، ڈیجیٹل زمین، بندوقیں اور دیگر ڈیجیٹل اثاثوں کی خرید وفرخت شروع ہوگئی ہے اور یہ سارے ڈیجیٹل اثاثے محض ورچول، تخیلاتی اور ڈیجیٹل طور پر موجود ہیں اور یہ ڈیجیٹل اثاثے اصلی اور حقیقی دنیا کے اثاثوں، کرداروں اور چیزوں کی نمائندگی نہیں کرتے ،اسی طرح مختلف کمپنیاں اپنی اپنی مصنوعات کا ڈیجیٹل ورژن میٹاورس کے لئے بنا رہی ہیں،مثلاً کپڑے اور جوتوں کی مشہور کمپنیاں ڈیجیٹل کپڑے اور جوتے میٹاورس کے لئے بنا رہی ہیں نیز میٹاورس پر ڈیجیٹل زمین کی خرید وفروخت ہورہی ہے اور ایک ہی زمین کے اثاثے کو مختلف کمپنیاں این ایف ٹی بنا کر بیچ رہی ہیں اور ان کی قیمت لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے تک پہنچ گئی ہے،اس سارے عمل سے سائنسی دنیا میں بھی کئی سوالات جنم لینے لگ گئے ہیں مثلاً ایک ہی شخصیت کے مختلف کردار اگر ورچوئل دنیا میں بنائے جائیں گے تو پرائیوسی کا خیال کس طریقے سے رکھا جائے گا؟ نیز کون اس ساری ورچوئل دنیا کو کنٹرول کرے گا؟ ان ورچوئل ڈیجیٹل اثاثوں کی حقیقی دنیا میں کیا حیثیت ہے جبکہ وہ حقیقی اثاثوں کی نمائندگی نہ کرتی ہوں۔

میٹاورس پر تعامل کرنے کے لئے ہمیں بنیادی طور پر دو چیزیں اچھی طرح سمجھنی ہوں گا، پہلی اہم بات تو یہ کہ جیسا کہ ہم نے مندرجہ بالا مثال میں بتایا کہ کوئی صارف کس طریقے سے میٹاورس کا استعمال کرتے ہوئے ہرے دھنیے کی گڈی کو انٹرنیٹ سے خرید سکتا ہے اور اس کو یہ خریداری کرتے وقت اصلی اور حقیقی دنیا کے قریب لایا جارہا ہے اور اس کو وہی احساس اور تجربہ دیا جارہا ہے جو کہ حقیقی دنیا میں خریداری کے وقت ہوتا ہے تاکہ صارف بہتر طریقے سے خریداری کر سکے نیز اس مثال میں بالکل واضح ہے کہ میٹاورس میں ڈالا گیا ڈیجیٹل اثاثہ (ہرے دھنیے کی تصویر یا ویڈیو) حقیقی دنیا کے اثاثے یعنی اصلی ہرے دھنیے کی نمائندگی کرتی ہے اور یہ اسی صورت کے مشابہ ہے جس میں صارف ویب سائٹ سے خریداری کرتا ہے۔اب اس صورت میں مفتیانِ کرام یہ ارشاد فرماتے ہیں اس طرح کی بیع وشرا (خرید وفروخت) اس صورت میں جائز ہوگی اگر شریعتِ مطہرہ کے متعین کردہ بیع وشرا کے اصولوں کو مدِ نظر رکھا جائے یعنی بیع درست ہونے کے لئے مجموعی طور پر سات شرائط ہیں جو بیع کے منعقد اور صحیح ہونے کیلئے ضروری ہیں۔ پہلی شرط: مبیع یعنی بیچی جانے والی چیز مال ہو، دوسری شرط: مبیع متقوم ہو، تیسری شرط: مبیع موجود ہو، چوتھی شرط: مبیع مملوک ہو، پانچویں شرط: مبیع مقدور التسلم ہو، چھٹی شرط: مبیع معلوم ہو، ساتویں شرط: مبیع بائع کے قبضے میں ہو(فقہ البیوع (اسلام کا نظامِ خرید وفروخت، ج۱)

اہم بات یہ ہے کہ ہم نے صرف مبیع یعنی بیچی جانے والی چیز کی شرائط ذکر کی ہیں اور اس

کے علاوہ بھی شریعتِ مطہرہ میں بیع وشرا کے حوالے سے کئی شرائط موجود ہیں مثلاً بیع کی حقیقت اور اس کے منعقد ہونے کی شکلیں جن میں ایجاب وقبول کے احکام، عاقدین سے متعلق احکام، مبیع وثمن سے متعلق احکام، صلبِ عقد سے متعلق شرائط وغیرہ شامل ہیں، جن پر عمل کرنا بیع وشرا کیلئے ضروری ہے اور مزید تفصیلات حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب فقہ البیوع (اسلام کا نظامِ خرید وفروخت) میں دیکھی جاسکتی ہیں، اب ہم مثالوں کے ذریعے سے سمجھتے ہیں کہ مفتیانِ کرام کے مطابق کن صورتوں میں میٹاورس پر خرید وفروخت جائز نہ ہوگی، یہ صرف کچھ صورتیں ہیں، ہم قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ مزید تفصیلات کیلئے مستند مفتیانِ کرام اور دارالافتاء سے رجوع کریں۔

مثال (۱): میٹاورس پر ایک ورچوئل دکان پر ہرے دھنیے کی گڈی کی تصویر موجود تھی جو کہ اصلی ہرے دھنیے کی نمائندگی کرتی تھی، اب کوئی شخص اس ہرے دھنیے کی تصویر کو خرید لے مگر بیع مکمل نہ ہوئی ہو یعنی خریدار کا اصلی ہرے دھنیے کی گڈی پر ملکیت اور قبضہ مکمل نہ ہوا ہو تو اس ڈیجیٹل اثاثے یعنی ہرے دھنیے کی گڈی کو (یعنی ڈیجیٹل اثاثے کو) آگے فروخت نہیں کیا جاسکتا اور شریعت میں اس طرح کی خرید وفروخت باطل قرار پائے گی۔ مثال (۲): میٹاورس پر ایک ورچوئل دکان پر ہرے دھنیے کی گڈی کی تصویر موجود تھی جو کہ اصلی ہرے دھنیے کی نمائندگی کرتی تھی۔ اب کوئی شخص اس ہرے دھنیے کی تصویر کو خرید لے اور خریدنے کیلئے کرپٹو کرنسی کا استعمال کرے (جو کہ میٹاورس پر خریداری کیلئے کسی حد تک لازمی ہے) تو اس صورت میں چونکہ کرپٹو کرنسی شرعی طور پر سرے سے مال ہی نہیں اس لئے وہ ثمن نہیں بن سکتا لہٰذا اس صورت میں بھی بیع باطل قرار پائے گی۔

یعنی خلاصہ یہ ہوا کہ ڈیجیٹل اثاثوں کی خرید وفروخت میں، اگرچہ وہ حقیقی اثاثوں کی نمائندگی کرتے ہوں، شرعی طور پر بیع وشرا کی تمام شرائط کو پورا کیا جائے گا تب کہیں جا کر اس طرح کی بیع وشرا کی مفتیانِ کرام شریعت کے اصولوں کے مطابق اجازت دیں گے۔

دوسری اہم بات جس کی طرف ہمیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے وہ یہ صورت ہے جس میں ڈیجیٹل اثاثے حقیقی اور اصلی دنیا کے اثاثوں کی نمائندگی نہ کرتے ہوں یعنی بس میٹاورس پر وہ ڈیجیٹل اور ورچوئل طور پر موجود ہوں اور یہی وہ صورت ہے جو کہ میٹاورس میں تقریباً استعمال ہو رہی ہے جو کہ سائنسدانوں کے اس ویژن سے یکسر مختلف ہے جو کہ اوپر ذکر کیا گیا، یعنی ہرے دھنیے کی مثال کے تناظر میں سبزی کی ورچوئل دکان میں ہرے دھنیے کی گڈی موجود ہو مگر حقیقی دنیا میں وہ اصلی ہرے دھنیے کی نمائندگی نہ کرتی ہو لہٰذا اس صورت میں اگر کوئی خریدار آ کر اس طرح کی ہرے دھنیے کی تصویر (جو کہ ایک این ایف ٹی ہوگا اور ایتھریم کی بلاک چین پر بنایا گیا ہوگا) کو خریدتا ہے تو اس طرح

کی خرید وفروخت میں شرعی طور پر کئی شرائط کو پورا نہیں کیا گیا یعنی راقم کو یہ کہتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں ہورہی کہ اس مثال کے تناظر میں بیع وشرا کی شرعی شرائط سرے سے پوری ہی نہیں ہورہیں۔ خیر، اول تو یہ کہ یہ معدوم کی بیع ہے، دوسرا یہ کہ یہ ہرے دھنیے کی تصویر شرعی طور پر مال کے زمرے میں نہیں آتی۔ خلاصہ یہ کے اس ہرے دھنیے کی بیع کسی صورت شریعتِ مطہرہ میں جائز نہیں ہوسکتی، مروجہ میٹاورس میں بس اسی طرح کی بیع وشرا ہورہی ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ اگر آپ صرف کسی مارکیٹ پلیس پر چلے جائیں مثلاً Open Sea تو وہاں پر لاکھوں بلکہ کڑوروں پاکستانی روپے کی مالیت کے ڈیجیٹل اثاثوں جن میں ڈیجیٹل کپڑے، ڈیجیٹل جوتے، ٹوپی، ہتھیار، ڈیجیٹل زمین وغیرہ شامل ہیں وہ خرید وفروخت کے لئے موجود ہیں اور لوگ جوق در جوق نہ صرف یہ کہ ان ڈیجیٹل اثاثوں کی تجارت کررہے ہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ منافع بھی کمارہے ہیں اور حقیقی طور پر یہ ڈیجیٹل اثاثے محض فرضی اور تخیلاتی طور پر موجود ہیں جن کو میٹاورس پر استعمال کیا جارہا ہے، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہم نے اپنی دی گئی مثال میں میٹاورس کو ایک پورا افسانہ بنادیا ہے اور اس افسانے میں ایک شخص کو میٹاورس پر ہرے دھنیے کی گڈی خریدتے ہوئے دکھایا ہے اور پھر میٹاورس پر خریدی گئی ورچوئل ہرے دھنیے کا حقیقی دنیا کی ہرے دھنیے کی گڈی پر مطالبہ بھی کیا جارہا ہے تو یہ دنیا میں کہاں ہوتا ہے اور کون اسے عقلا درست سمجھتا ہے یا میٹاورس پر اس خریداری کا یہ مطلب ہوتا ہے؟ دیکھئے سب سے پہلے تو یہ سمجھئے کہ اس طرح کی ورچوئل ہرے دھنیے کا حقیقی دنیا کی ہرے دھنیے کی گڈی پر مطالبہ کرنا بالکل صحیح نہیں اور کوئی بھی اس کو عقلا درست نہیں سمجھتا (جس کو ہم نے دوسری اہم بات میں واضح کیا ہے) نیز اگر یہ میٹاورس پر ہرے دھنیے کی گڈی اصلی دنیا کی ہرے دھنیے کی گڈی کی نمائندگی نہیں کرتی تو پھر کیا یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ میٹاورس پر کس ہرے دھنیے کی گڈی کی خرید وفروخت ہورہی ہے؟ ڈیجیٹل فرضی اور تخیلاتی ہرے دھنیے کی؟ بس سمجھ جایئے کہ جو حضرات اس طرح کی ورچوئل اثاثوں، کرپٹو کرنسی اور میٹاورس پر خرید وفروخت کو جائز قرار دے رہے ہیں ان کو سائنسی طور پر سخت مغالطہ ہوا ہے اور ان کو اس کی سمجھ ہی نہیں کہ یہ خرید وفروخت محض ڈیجیٹل فرضی اور تخیلاتی دنیا میں ہورہی ہے اور اس کا حقیقی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

دیکھئے بکری کے پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے فقہائے کرام اس کی بیع کو جائز قرار نہیں دیتے حالانکہ پیٹ میں بچہ موجود ہے یعنی موجود مستور الحال کو بھی فقہائے کرام معدوم قرار دے رہے ہیں اور یہاں پر یہ ڈیجیٹل اثاثہ حقیقت میں موجود ہی نہیں اور پھر بھی معدوم کو معدوم نہیں سمجھا جارہا، افسوس صد افسوس! اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ کیا معدوم چیز کی بیع جائز ہوگی؟

مولانا مفتی عبید الرحمٰن
مفتی دارالافتاء جامعہ محمدیہ مایار مردان

متروکہ فرائض اور ہماری ذمہ داریاں

دینِ اسلام ان تمام احکام وتعلیمات سے عبارت ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر آئے ہیں، ان تمام احکام وتعلیمات پر اپنے حدود وقیود اور درجہ ومقام کے مطابق عمل کرنا افرادِ امت کی ذمہ داری ہے اور ساتھ ان کی حفاظت ونگہبانی کرتے رہنا اور کسی دینی حکم کو مٹانے سے بچانے میں اپنی استطاعت کے مطابق بھرپور کوشش کرتے رہنا بھی امت کا بنیادی فرضِ منصبی ہے، دین کی قدر دانی اور اہمیت واحساس نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح دورِ حاضر میں اور بہت سے معاصی ومنکرات کی بھرمار ہے یوں ہی ایک بڑا اور پریشان کن قضیہ یہ بھی ہے کہ دینِ متین کے بہت سے احکام کرہ ارض میں عملی طور پر متروک ومجہور ہوچکے ہیں۔

تجربہ یہ ہے کہ جب کوئی چیز عملی وتصدیقی میدان سے غائب ہوجاتی ہے تو تصورات کی دنیا میں بھی اس کی زندگی تنگ ہوجاتی ہے اور وہ زیادہ دیر تک اپنا وجود کما حقہ برقرار نہیں رکھ پاتی بلکہ کچھ ہی عرصہ بعد اس کا حقیقی تصور بھی طاقِ نسیان کی نذر بن کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غروب ہوجاتا ہے، اسی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اس میدان سے گزرنے والے نئے مسافر کے لئے یا تو میدان بالکل صاف نظر آتا ہے اور ان سابقہ نظریات وتصورات سے اس کا خیال بالکل خالی ہوتا ہے یا زیادہ سے زیادہ ان کا کمزور دھندلا سا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے لیکن اس کی حقیقی تصویر اس کے دل ودماغ سے اوجھل ہی رہتی ہے۔

دینِ اسلام کے بہت سے احکام ومسائل کے ساتھ ہمارا ایسی رویہ رہا کہ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے پہلے پہل تصدیق وعمل کی دنیا سے ان احکام کو غائب کیا لیکن اس وقت ان احکام کی اہمیت کا احساس اور اپنی غلطی وکمزوری کا کچھ نہ کچھ ادراک حاصل تھا لیکن تطبیقی میدان سے ربط رکھے بغیر احساس وادراک اپنا وجود آخر کب تک برقرار رکھتا اس لئے جن آنکھوں نے عملی میدان میں ان احکام کا مشاہدہ کیا تھا، ان کی نسل گزر جانے کے بعد احساس وادراک کی یہ نعمت بھی متزلزل ہونے لگی اور کوئی سہارا نہ ہونے کی وجہ سے نوبت باین جا رسید کہ آج بہت سے افرادِ امت ان احکام کے صحیح

اسلامی تصور وفکر کرنے سے بھی عاری اور نابلد بلکہ ایک گونا متوحش سے نظر آتے ہیں، ان سطور میں اسی فکر کے متعلق کچھ متفرق باتوں کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔

فکرِ دین کی اہمیت

قرآن وحدیث کے متعدد نصوص سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پورے دین اسلام کی تنفیذ واقامت امتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے یہی اس امت کی خصوصیات کا معیار اور ترقی کا ذریعہ ہے، اگر کوئی مسلمان انفرادی طور پر کسی معصیت کا ارتکاب کرے یا اس دینی فریضہ میں کوتاہی کا ارتکاب کرے تو گو وہ اپنی جگہ قابلِ مذمت ہے لیکن ملت وامت کے حق میں زیادہ نقصان دہ ثابت نہیں ہوتا لیکن اگر پوری امت اپنی اس ذمہ داری ادا کرنے کے سلسلہ میں غفلت وتساہل کا ثبوت دیدے اور اپنی کوتاہی کی وجہ سے پورے دین یا اس کے کسی حصہ کو اجتماعی طور پر چھوڑ دیں تو یہ ایک ایسی جسارت ہے جس کو عموما معاف کیا جاتا ہے نہ ہی اس درگزر کی جاسکتی ہے بلکہ امت کو اس کے نتائج بد سے واسطہ پڑ ہی جاتا ہے اور صرف آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی امت کو اپنی اس اجتماعی کوتاہی وغفلت کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، فطرت افراد سے اغماز بھی کر لیتی ہے کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف مثلاً قرآنِ کریم میں ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

> وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَ اِذًا لَّا تَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ○ وَ لَوْ لَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ○ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (بنی اسرائیل:۷۳۔۷۵)
>
> ''اور بیشک وہ قریب تھے کہ تجھے اس چیز سے بہکا دیں جو ہم نے تجھ پر بذریعہ وحی بھیجی ہے تا کہ تو اس کے سوا ہم پر بہتان باندھنے لگے اور پھر تجھے اپنا دوست بنالیں۔اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو کچھ تھوڑا سا ان کی طرف جھکنے کے قریب تھا۔اس وقت ہم تجھے زندگی میں اور موت کے بعد دہرا عذاب چکھاتے پھر تو اپنے واسطے ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پاتا۔''

کفار کی طرف سے تھوڑا سے جھک جانے اور دینِ حق میں تھوڑی سے تبدیلی کرنے پر یہ کڑی وعید سنائی گئی، معلوم ہوا کہ ذمہ دارانِ امت اگر دین حق کے بعض احکام وتعلیمات کیساتھ ایسا رویہ برتا

شروع کریں گے تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وہ دوہرے عذاب کے مستحق ہو جائیں گے۔

اسی طرح سورہ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے:

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۞ اُولٰۗئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (البقرة: ٨٥-٨٦)

''تم ہی وہ ہو کہ اپنے لوگوں کو قتل کرتے ہو اور ایک جماعت کو اپنے میں سے ان کے گھروں میں سے نکالتے ہو ان پر گناہ اور ظلم سے چڑھائی کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آئیں تو ان کا تاوان دیتے ہو حالانکہ تم پر ان کا نکالنا بھی حرام تھا کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو پھر جو تم میں سے ایسا کرے اس کی یہی سزا ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بیخبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلہ خریدا سو ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ انہیں کوئی مدد مل سکے گی۔''

یہ آیت صرف یہود ہی کے متعلق نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے قانونی انداز میں اسکی پوری تعمیم فرمائی کہ تم میں سے جو کوئی شخص ایسا جرم کریگا لامحالہ اس کی سزا یہی ہے کہ دنیا میں اس کو ذلت ورسوائی کا جامہ پہنایا جائے اور پھر آخرت میں سخت تر عذاب میں اس کو گھیر دیا جائے،سورۂ مائدہ میں ہے:

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (المائدة: ١٤)

''اور جو لوگ اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں ان سے بھی ہم نے عہد لیا تھا پھر وہ

اس نصیحت سے نفع اٹھانا بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی پھر ہم نے ان کے درمیان
ایک دوسرے دشمنی اور بغض قیامت تک کے لیے ڈال دیا اور اللہ ان کا کیا ہوا
انہیں جتلا دے گا۔"

اصلاً تو یہ آیت کریمہ نصاریٰ کے متعلق ہے لیکن اس میں جو جرم اور پھر اس کی سزا ذکر فرمائی گئی ہے وہ کچھ ان ہی کیساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ جو امت بھی ایسا کرے گی یہی جزا پائے گی۔

اقامتِ دین میں غفلت کے نقصانات

دینِ حق کے متعلق جو کچھ کوتاہی اور غفلت کا مظاہرہ کیا گیا، امت کو اس کی وجہ سے کئی نقصانات کا خمیازہ بھگتنا پڑا، ان میں سے ایک بڑا نقصان تو یہی ہے کہ درج بالا آیت میں جو کچھ وعیدات سنائی گئی تھیں ،امت ان کی شکار ہوگئی چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی درج بالا آیت میں یہ وعید ذکر کی گئی تھی کہ دنیا وآخرت کے دوہرے عذاب میں ایسے لوگ مبتلا ہوجاتے ہیں ،آج اجتماعی طور پر امت کا یہی حال ہے کہ ہرطرح عذاب وپھٹکار ان پر پڑ رہی ہے،اس امت کے مختلف قسم کے عذابوں میں سے فتنوں کا ہونا، زلزلہ آنا اور آپس میں جنگ وعداوت کا ہونا بھی ہے،آج پوری امت فتنوں اور عداوتوں کی تصویر بنی ہوئی ہے، آئے دن نت نئے فتنے پھوٹتے اور پھیلتے نظر آتے ہیں، ٹھاٹھے مرتے سمندر کی موجوں اور ٹڈی دل کے کثرت وازدحام کی طرح فتنوں کا ایک تسلسل ہے جو ختم ہونے کا نام لے رہا ہے نہ ہی اس میں دور دور تک کوئی مستقل پناہ گاہ دکھائی دیتی ہے،سورۂ بقرہ میں دین کے کچھ اجزا چھوڑ دینے کی دنیوی سزا ذلت ورسوائی بتائی گئی، آج پوری امت اس میں بری طرح پھنسی ہوئی ہے، کرہ ارض پر شاید سب سے زیادہ ذلت ورسوائی کا سلوک اسی امت کیساتھ کیاجارہا ہے جو کبھی خیر امت اور بہترین ملت کی مصداق تھی اور پوری دنیا کی سیادت وقیادت ان کے ہاتھ میں تھی......

نعمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پے
اور برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پے

لیکن ان تمام چیزوں سے بڑھ کر جو نقصان ہوا وہ یہ ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اپنے مقصدِ تخلیق میں ناکام ثابت ہوئے، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا وقرب کی نعمت ولذت سے محروم ہوگئے اور پوری امت کی سیادت وقیادت سے معزول کیے گئے کیونکہ دنیا کا قانون یہی ہے کہ جب کوئی چیز اپنی مطلوبہ مقاصد کو پورا نہیں کرپاتی تو لامحالہ وہ اسی قابل قرار پاتی ہے کہ ردی کی ٹھوکری

میں اس کو پھینک دیا جائے......

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

فوائد وثمرات

دین کے متعلق اس فکر مندی کے متعدد دینی ودنیوی فوائد ہیں، مثلاً:

(۱) بڑا فائدہ تو یہی ہے کہ سطور بالا میں قرآن وسنت کی روشنی میں ترکِ دین کے جو نقصانات ذکر کئے گئے ہیں، ان سے امت کی حفاظت ہوجاتی ہے۔

(۲) امت کا فرضِ منصبی پورا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور قرب کا ذریعہ ہے اور اللہ کی خوشنودی ہر چیز سے بڑھ کر نعمت ہے۔

(۳) یہ امانت داری اور دیانتداری کا تقاضا ہے کیونکہ سورۂ احزاب کی آخری آیات کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام بھی ایک امانت ہے جس کا بوجھ انسانیت کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے جو لوگ جان کی بازی لگا کر اس دین کے تمام تر تقاضے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے تمام تر فرائض واحکام کو اپنی استطاعت کے مطابق قائم کرنے میں زندگی گزارتے ہیں وہ اس بھاری امانت کا حق ادا کرتے ہیں اور جو اس سلسلہ میں ناجائز حد تک غفلت وکوتاہی کے شکار ہوجاتے ہیں وہ اپنی اپنی کوتاہی کے بقدر مجرم ہیں اور اس بنیادی امانت میں خیانت کے مرتکب بھی۔

(۴) احادیث مبارکہ میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص میری امت کے بگاڑ وفساد کے وقت میری سنت زندہ کرے گا اس کو سو شہیدوں کا اجر وثواب ملے گا، اس سنت سے محض کوئی ایک سنت مراد ہے یا پورا دین؟ بظاہر تو یہ دوسرا احتمال ہی راجح معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم) لیکن بہر حال اگر سنت سے اصطلاحی معنی میں سنت مراد لی جائے تو فرائض کو زندہ کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہوگا۔

(۵) دین کے جو احکام وفرائض لوگ چھوڑ رکھے ہیں ان کو دوبارہ زندہ قائم کرنے کی فکر کرنے والے درج ذیل حدیث مبارکہ کے مصداق ہیں: عبداً الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما بدأ فطوبی للغرباء قیل یارسول اللہ من الغرباء قال الذین یصلحون اذا فسدا وفی لفظ اخرت لی ھم الذین یصلحون ما الناس من ستی (صحیح مسلم: ۳۷۲)

(۶) دین کے متعلق ایسی فکر مندی اور دردمندی حضرات انبیائے کرام (علیہم الصلوات

والتسلیمات) کی سنت ہے خصوصاً ہمارے پیارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ یہ فکر لاحق ہوتی تھی جس کی وجہ سے قرآن کریم میں بھی ایک سے زائد بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تسلی دی گئی کہ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الکھف :٦)''پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کردے گا اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔''

متروکہ فرائض کی کچھ مثالیں

یہاں نمونہ کے طور پر کچھ ایسے فرائض واحکام کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو امت نے مجموعی طور پر چھوڑ رکھا ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ ہم اپنی غفلت اور بداعمال کی وجہ سے ان احکام پر عمل کرنے کی سعادت اور ان کی برکات وثمرات سے محروم ہو چکے ہیں اس حیثیت سے ان کو فرائضِ مجبورہ یا احکام متروکہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا، نیز یہاں ایسے تمام فرائض واحکام کا حصر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ ان میں سے چند ایک احکام ہی کو بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے اور وہ بھی محض عنوان کے طور پر، ورنہ اگر تفصیل وجزئیات میں جاکر غور وفکر کیا جائے تو ایک ایک عنوان کے تحت ہماری سینکڑوں ہزاروں منکرات وکوتاہیاں واضح ہوجاتی ہیں، مثال کے طور پر ایک ''حدود'' کے باب کو لیا جائیکہ بظاہر تو اسی ایک فریضہ کے ہم تارک بنے لیکن جزئیات میں جایا جائے تو حدود کی مختلف اقسام ہیں پھر پوری کرہ ارض پر ان میں سے ہر ہر قسم کے ثبوت اور تنفیذ کے مواقع بیشار ہیں اور یہ صرف ایک دن یا کچھ دنوں کی بات نہیں ہے بلکہ ایک طویل عرصہ سے اقامتِ حدود کا سلسلہ معطل پڑا ہے اور پتہ نہیں کہ کب تک یہ سلسلہ یوں ہی برقرار رہے گا اس پورے عرصہ میں ہر ہر حد کے قائم کرنے کے کتنے مواقع پیدا ہوئے، ظاہر ہے کہ اس طرح یہ تعداد ہزاروں لاکھوں سے متجاوز ہوجاتی ہے، اب کہنے کو تو ہم صرف ایک فریضہ ''اقامت حدود'' کے تارک بنے اور محض اسی ایک ذمہ داری ہی کو چھوڑ رکھا ہے لیکن درحقیقت یہ ایک عنوان ان لاکھوں معاصی وکوتاہیوں سے عبارت ہے جس میں ہم اجتماعی طور پر مبتلا ہیں۔اسی طرح ''تعزیرات'' کاباب ''حدود'' سے بھی زیادہ وسیع ہے کہ مختلف منکرات کی وجہ سے تعزیری سزا کی ضرورت ہوتی ہے جس کی تعیین وغیرہ کا اختیار اربابِ اقتدار کو ہوتا ہے کہ وہ جرم اور مجرم وغیرہ کے مطابق جو کچھ سزا مناسب سمجھے وہ جاری کرے تاکہ اس منکر کا دفعیہ ہوسکے لیکن اسلامی خلافت کے معطل ہوجانے کے بعد منکرات کا معیار وپیمانہ ہی تبدیل ہوچکا ہے اور اب موجودہ حکومتوں میں کسی کام کا محض خلافِ شریعت ہونا، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا کیخلاف ہونا کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں جس پر سزا دینے کی ضرورت ہو، اب جزئیات میں جاکر دیکھا جائے تو لاکھوں ایسے

اقدامات ہوتے ہیں جس پر شرعی نقطہ نظر سے تعزیر قائم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر اس کے باوجود کسی شرعی مصلحت کے بغیر محض غفلت وکوتاہی کی وجہ سے اس پر کوئی تعزیر قائم نہیں کی جاتی۔

یہاں کسی خاص ترتیب کے بغیر چند ایسے ہی اجتماعی فرائض واحکام کو ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) حدود وقصاص (۲) تعزیرات (۳) شرعی احکام کے مطابق جہاد (۴) مسلمان قیدیوں کو کفار کی قید سے آزاد کرنا اور اس میں اپنی پوری توانائی خرچ کرنا (۵) شرعی نظام قضا کی تشکیل (۶) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی'' نظامِ حسبہ'' کا قیام (۷)'' نظام خلافت'' کا قیام

یہ تو ان فرائضِ مجورہ کی چند ایک مثالیں ہیں جن کو ہم اجتماعی طور پر چھوڑ چکے ہیں اس کے ساتھ ساتھ بہت سے ایسے منکرات ومعاصی بھی ہیں جن کو ختم کرنا یا اپنی قدرت کے مطابق کم کرنے کی کوشش کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور ہم اس سلسلہ میں مجرمانہ غفلت کے شکار ہیں اگر ان منکرات کی فہرست بنائی جائے تو خاصی طویل ہوگی۔

ایک عذرِ لنگ

ہمارے ہاں جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اتنے دینی فرائض واحکام متروک کیوں ہیں؟ اور ہمارے مسلمانوں ہی کیمعاشرے میں معاصی ومنکرات کا سیلاب کھلے عام کیوں امڈ رہا ہے؟ ایسے حالات میں ہماری اندر غیرت صدیقی کیوں نہیں اجاگر نہیں ہوتی؟ تو عام طور پر ہماری نیم مردہ اجتماعی ضمیر بات کو پھیر پھیر اکر آخر کار اس کا سارا نزلہ اعدا اسلام پر ڈالنا شروع کردیتی ہے کہ یہ ساری کاروائی ان لوگوں کی ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اعدا اسلام کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی ہے کہ دین کو کلی یا جزوی طور پر ختم کردیا جائے، کسی طرح اسلامی معاشرے سے دینی اقدار کا جنازہ نکل جائے، اس کے لئے وہ مختلف وسائل بھی بروئے کار لاتے رہے ہیں لیکن محض اتنا کہنا اور اسی معذرت خواہانہ لہجہ پر اکتفا کرلینا کافی نہیں ہے یہ تو صرف اس معاملہ کا ایک رخ ہے، دوسرا رخ ہماری طرف ہے کہ ہم ان اعدائے اسلام کی بنسبت انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر بسیار وسائل سے معمور ہیں اگر وہ لوگ غیر دینی اور غیر اخلاقی اہداف کے لئے اتنی سر توڑ محنت کرسکتے ہیں حالانکہ ان کے پیشِ نظر عموما صرف دنیا ہی ہوتی ہے تو ہم ایک دینی واخلاقی فریضے کو قائم بلکہ محض برقرار رکھنے کے لئے ان سے زیادہ یا کم از کم ان جتنی کوشش کیوں نہیں کرسکتے جبکہ ہم آخرت پر بھی یقین رکھتے ہے، ان کو تو اپنی محنتوں کا ثمرہ دنیا ہی میں ملے گا وہ بھی احتمال کے درجہ میں لیکن پھر بھی وہ پر عزم اور پیکرِ ہمت

واستقلال دکھائی دیتے ہیں جبکہ ہم کو دنیاوآخرت دونوں میں اس کا فائدہ ملے گا اور دنیا میں کوئی فائدہ ظاہر نہ بھی ہوتو بھی آخرت میں تو ضرور ان مخلصانہ محنتوں کا اجر ملتا ہے لیکن پھر بھی ہم ہے کہ بے ہمتی اور بے بسی کی عملی تصویر بنے ہوئے ہیں اور یوں ہی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے منتظر فردا ہیں، نہ ہو جس قوم کو پروائے نشیمن ،تم ہو۔

قرآن کریم نے ایسے ہی ایک موقع پر مسلمانوں کو جھنجوڑتے ہوئے ارشادفرمایا کہ

وَ لَاتَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا(النساء:١٠٤)

''اوران لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہمت نہ ہارو اگر تم تکلیف اٹھاتے ہوتو وہ بھی تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ تم اللہ سے جس چیز کے امیدوار ہو وہ نہیں ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت ولا ہے۔''

یہاں پہنچ کر حضرت علامہ اقبالؒ کا شعر تڑپاتا ہے......

تو اِدھر کی ادھر کی نہ بات کر یہ بتا ،قافلہ کیوں لوٹا؟
مجھے راہزنوں سے گلہ نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

کرنے کے کام

اس سلسلہ میں امت کی اجتماعی ذمہ داریاں تو بہت ہیں لیکن بنیادی طور پر تین نکات میں اس کو جمع کیا جاسکتا ہے وہ تین نکات یہ ہیں: (۱) دین کو اپنی واقعی جامع تصور کے ساتھ سمجھا جائے اور یوں ہی جامع وکامل تصور کیساتھ اس کو مزید سمجھایا جائے۔ (۲) اپنی مجرمانہ خاموشی وغفلت پر توبہ کی جائے جس کی شکل یہ ہوگی کہ (الف) اپنے آپ کو کوتاہ ومجرم سمجھے (ب) اس پر واقعی دلی ندامت پیدا کرے۔ (ج) آئندہ کے لئے بھرپورعزم کریں کہ ایسی غفلت وکوتاہی نہ کریں گے۔

(۳) امت کا ہر طبقہ اپنی استطاعت کے مطابق ان مجورہ فرائض واحکام کو ازسرنو زندہ رکھنے کی کوشش کریاوراس سلسلہ میں ان تمام جائزوسائل کو بروئے کارلائے جو اس باب میں مفید ثابت ہوسکتی ہوں۔

آخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اپنے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور دین حق کی اس نعمت وامانت کا شکریہ ادا کرنے اوراس کے لئے اپنی ہر قسم کی قربانی دینے کی توفیق ولذت نصیب فرمائیں۔

ادارہ

افکار و تاثرات بنام مدیر

- **مولانا محمد حنیف جالندھری** (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

محترم و مکرم حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب (مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق'' جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج عالی قدر بعافیت ہوں گے، آنجناب کی طرف سے حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی تفسیر ''تفسیر لاہوری'' (دس جلدیں) موصول ہو کر باعث مسرت ہوئی، یاد فرمائی اور کتاب ارسال کرنے کا شکریہ، میں ان شاء اللہ اس تفسیر کا ضرور مطالعہ کروں گا، جزاکم اللہ احسن الجزاء! مسلسل اسفار و مصروفیات کی بناء پر جواب میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔

- **مولانا محمد عبدالمعبود** (مصنف تاریخ مکہ مکرمہ و تاریخ مدینہ)

بگرامی خدمت حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب زید فضلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عافیت مدام مطلوب! آں محترم کا عنایت کردہ عظیم الشان تحقیق ''تفسیر لاہوری'' وصول ہوا، دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا، حضرت مولانا سمیع الحق شہید قدس سرہ کی دیرینہ آرزو اللہ کریم نے پوری فرما دی ہے اور اس جلیل القدر خدمت میں آپ کو بھی شریک فرما دیا ہے، میں آپ کا بے حد شکر گزار اور ممنونِ احسان ہوں (فاجرہ علی اللہ)

- **جانشین شیخ القرآن مولانا اشرف علی** (مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی)

محترم جناب مولانا صاحبزادہ راشد الحق سمیع صاحب! سلمہ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی اس علمی کاوش سے جہاں تفسیری ذخیرے میں اضافہ ہوا ہے، وہیں دو صدیوں پر محیط کئی واقعات آنکھوں کے سامنے آگئے، حضرت لاہوریؒ سے حضرت والد گرامیؒ کے کیا تعلقات اور کیسی عقیدت و محبت تھی؟ اس کا اندازہ حضرت والد گرامیؒ کے حضرت لاہوریؒ پر تعزیتی مضامین سے ہوگا: ''مجھے جب اس کربناک والمناک حادثہ کی خبر ٹیلیفون پر دی گئی تو بندہ کے کچھ وقت کیلئے اوسان خطا ہو گئے، بہر حال! بذریعہ ہوائی جہاز پہنچ کر حضرت اقدس کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی'' (خدام الدین کا امام الاولیاء حضرت لاہوری نمبر: ص۴۶۹) حضرت لاہوریؒ کے یہ تفسیری افادات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پاس ایک علمی امانت تھی جسے بہت پہلے ہی افادہ عامہ کے لیے منظر

عام پر آجانا چاہے تھا، خیر اس کے جو بھی تکوینی اسباب ہوں وماذلك علی اللّٰہ بعزیز

حضرت لاہوریؒ کا طرز تفسیر فکر ولی اللّٰہی اور نکات عبید اللہ سندھیؒ پر مشتمل ہے جس میں ''احکام وافکار کی سماجی تطبیق'' پیش نظر ہوتی ہے، ہمارے سلسلہ تفسیر میں قرآن کی روح توحید پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے جس کا تعلق عقائد سے ہے، یوں جہاں ایک پختہ عقیدہ مسلمان ہونا ضروری ہے وہیں ایک متمدن مسلمان ہونا بھی ناگزیر ہے، امید ہے یہ تفسیر تمام مسلمانوں کی ذہنی وروحانی تسکین وترقی کا باعث بنے گی، اللہ حضرت مولانا کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے (آمین)

دوسرا واقعہ پشاور کا ہے جس میں حضرت شیخ القرآنؒ کی اپنے اکابر سے عقیدت ومحبت اور ادب ولحاظ عیاں ہے کہ پشاور میں کوئی دینی پروگرام تھا صبح مختلف مساجد میں دروس ہوتے تھے، حضرت شیخ القرآنؒ نے درس قرآن شروع ہی کیا تھا کہ حضرت لاہوریؒ کے درس کی آواز کان پڑی ہی تھی کہ درس روک کر فرمایا: ''میری مجال نہیں کہ اپنے اکابر کے ہوتے ہوئے درس دوں، سب چلو وہیں درس قرآن سنتے ہیں۔''

- مولانا طاہر محمود اطہر (لاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! مزاج عالی قدر بخیر ہوں گے!

آپکی محبت وشفقت کی سوغات صد برکات ''تفسیر لاہوری'' کی وصولی پر ناقابل بیان حد تک خوشی ہوئی، اس ٹھنڈی ''غنیمت'' کی برسات پر آپ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں، ''تفسیر لاہوری'' کا قابل قدر ہدیہ عطاء فرما کر آنحضرت نے بہت بڑا احسان کیا ہے، آپ کی جلالت وعظمت کے شایان اظہار تشکر کے لئے انتخاب الفاظ مشکل ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے لامتناہی خزانوں سے اس کا بہترین بدلہ آپ کو عطا فرمائے (آمین)۔

- مولانا شوکت علی حقانی (ناظم مطبخ جامعہ دارالعلوم حقانیہ)

محترم ومکرم برادرم مولانا راشد الحق سمیع صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آنجناب کی طرف سے ''تفسیر لاہوری'' کی صورت میں جو عظیم الشان تحفہ موصول ہوا بندہ اس کے لئے بیحد ممنون ومشکور ہے، زندگی میں ہر انسان کی ایک آرزو وتمنا ہوتی ہے جسے پورا کرنے کے لئے وہ سرتوڑ کوشش اور جدوجہد کرتا ہے لیکن قضائے الٰہی کے آگے یا تو وہ آرزو پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے یا کبھی تشنہ رہ جاتی ہے، ''تفسیر لاہوری'' بھی استاد مکرم مولانا شہیدؒ کی آرزو وتمنا تھی لیکن ان کی حیات میں وہ پوری نہ ہو سکی جس کی تکمیل آنجناب کی شب وروز کاوشوں سے ممکن ہو سکی اور ان شاء اللہ یہ تفسیر شیخ شہیدؒ کی روح کی تسکین کا وسیلہ بنے گی، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے (آمین)

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

امریکن یونیورسٹی آف نوٹرے ڈیم اوراقوام متحدہ کے ارکان کی دارالعلوم حقانیہ آمد

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی عالمی ،علمی اور تاریخی حیثیت کے پیش نظرالحمدللہ وقتاً فوقتاً ملک و بیرون ملک سے معزز مہمانوں ، سفارتکاروں اورعلمی شخصیات کی تشریف آوری ہوتی رہتی ہے۔اسی سلسلے میں بروز اتوار ۲۸رمئی ۲۰۲۳ء کوامریکہ کی یونیورسٹی آف نوٹرے ڈیم کے ڈاکٹر ماہان مرزا ، اقوام متحدہ کے مذاکراتی ٹیم mediation کے رکن اور یونیورسٹی آف نوٹرے ڈیم کے پروفیسر ڈاکٹرنیتن لوری دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،یہ دونوں شخصیات علمی ،سماجی اور بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے عالمی سطح پرمعروف اور جانی پہچانی ہیں ،آپ کے ہمراہ معروف ادیب اور سکالر جناب رشاد بخاری صاحب ،مولانا محمد جان حقانی صاحب اور ماہان مرزا کے والد جناب عباس مرزاصاحب(ایئرفورس مارشل ریٹائرڈ، پاکستان ایئر اورتین ممالک میں پاکستان کے سفیر رہ چکے ہیں)بھی تھے۔وفد نے مولانا راشد الحق صاحب کے دفتر میں ملاقات کی جس میں مولانا راشدالحق صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کی خدمات اورتعارف پرتفصیلی روشنی ڈالی، اس موقع پرمولانا سید یوسف شاہ صاحب بھی ہمراہ تھے،وفدکو بعد میں دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا تفصیلی معائنہ کرایا گیا اورانہیں دارالحدیث کے ہال میں لے جایا گیا جہاں انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مہتمم جامعہ حقانیہ کا درس دیکھا اور سنا،بعد ازاں شعبہ تخصصات میں ان تینوں علمی شخصیات کے محاضرات (لیکچرز)ہوئے، ایک گھنٹے پر محیط لیکچرز میں ڈاکٹرنتن لوری نے ''بین الاقوامی تعلقات اورخصوصاً مذاکرات کے طریقہ کاراورنہج'' پرانگریزی زبان میں سیرحاصل گفتگو کی جس کی اردو ترجمانی کے فرائض مولانا محمدجان صاحب نے احسن طور پرسرانجام دیئے۔اسی طرح جناب ڈاکٹر ماہان مرزا صاحب نے ''کائنات میں فکروذکر کی اہمیت اور فلسفے'' پرروشنی ڈالی ، جناب رشاد بخاری نے مختصر مگر علمی گفتگو فرمائی ،مولانا مفتی الیاس صاحب، مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی صاحب،مولانا ڈاکٹر مفتی شوکت اللہ خٹک صاحب بھی اس مجلس میں شریک تھے۔معزز مہمانوں کا یہ وزٹ مولانا اسرارمدنی صاحب کے تعاون سے ممکن ہوا۔

افریقہ کے علماء ومشائخ کی دارالعلوم آمد

۱۰۔۱۱رجون ۲۰۲۳ء کو افریقی ممالک سینگال اور گیمبیا کے علماء ومشائخ کا ایک اہم نمائندہ وفد سینگال کے سلسلہ مریدیہ کے معروف پیر طریقت شیخ منتقی کے خلیفہ (جن کا نام بھی شیخ منتقی ہیں) جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لایا، وفد کا استقبال اور مہمان نوازی مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے کی، وفد میں شیخ منتقی کے صاحبزادے شیخ محمد ابراہیم امبا کی، شیخ محمد کانت فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، شیخ امام عمر گیمبیا، پیر زاہد شاہ گیلانی، سید مقبول شاہ، سید مسعود شاہ و دیگر شامل تھے، یہ اہم وفد ان دنوں پاکستان کے دورے پر آیا ہوا ہے، جس کی دعوت پیر زاہد شاہ اور مولانا سید حبیب اللہ حقانی صاحب نے انہیں دی تھی، وفد نے اس سے قبل شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے کراچی میں تفصیلی ملاقات کی تھی اور جامعہ بنوریہ کا وزٹ بھی کیا تھا۔ کے پی کے میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ یہ حضرات تشریف لائے، رات کو قیام بھی جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں مولانا راشد الحق سمیع صاحب کے ہاں کیا، صبح وفد کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبہ جات کا وزٹ کرایا گیا اور جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور شعبہ تخصصات میں شیخ منتقی نے طلبائے کرام سے خطاب بھی فرمایا، معزز مہمانوں نے دارالحدیث میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب کے درس میں بھی شرکت کی اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات وتعمیرات کو دیکھ کر نہایت مسرت اور خوشی کا اظہار کیا۔ مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے افریقہ میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ''دعوتی'' سرگرمیوں پر وفد کو بتایا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ حضرت شیخ منتقی صاحب اور وہاں کی حکومت قادیانیوں کے خلاف موثر فتوی جاری کرے تو اس کے نہایت ہی موثر اور مفید اثرات مرتب ہوں گے اور اس فتنہ کی سرکوبی بھی ہوگی، یاد رہے کہ پچھلے سال پیر صاحب کے عالمی اجتماع میں دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے نائب مدیر ماہنامہ ''الحق'' مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی، پیر زاہد شاہ صاحب کے ہمراہ سینگال تشریف لے گئے تھے، یہ اجتماع افریقہ کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع ہوتا ہے۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۱۰مئی: صوبہ خیبر پختونخوا کے معروف معالج جناب ڈاکٹر انتخاب عالم صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ (مہتمم وسینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان) سے ملاقات کے لئے دارالعلوم تشریف لائے، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے دفتر میں مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال

کیا، اس دوران انہوں نے دارالعلوم کے طلباء کے لئے مفت تشخیص ومعائنہ کی خدمات پیش کیں جس پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ بہت خوش ہوئے اورانہیں دعاؤں سے نوازا نیز ڈاکٹر صاحب حضرت مہتمم صاحب کے درس بخاری میں بھی شریک ہوئے۔

۱۱رمئی کو شبقدر چارسدہ کی معروف علمی و مذہبی شخصیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ کے امیر حضرت مولانا میاں ایاز احمد حقانی کانگڑہ نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور ان سے دعائیں لیں نیز میاں صاحب نے شعبہ ''تخصص فی الدعوۃ والعقیدہ'' میں تصوف کے موضوع پر طلباء کو لیکچر بھی دیا۔

۱۳رمئی: امارت اسلامی افغانستان کے جید علماء ومشائخ نے دارالعلوم کا دورہ کیا اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات بھی کی۔

☆ السکینہ ویلفیئر ٹرسٹ کے ذمہ داران جناب محمد عاصم صاحب، جناب محمد عثمان صاحب اور جناب عالمگیر صاحب نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور السکینہ ٹرسٹ کی جانب سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تین عدد واٹر پمپ لگوانے پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دعاؤں سے نوازا۔

۱۸رمئی: جامعہ دارالعلوم وانا جنوبی وزیرستان کے مہتمم حضرت مولانا نیک محمد حقانی بن مولانا نور محمد شہیدؒ نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اوران سے مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

۲۰۔۲۲مئی: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیراہتمام منعقدہ ضمنی امتحانات کے سلسلے میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے مختلف مدارس کا دورہ کیا۔

۲۴۔۲۷مئی: لورالائی بلوچستان سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت اور علمائے کرام کے علاوہ پشاور، مردان اور نوشہرہ سے علمائے کرام کے وفود نے بھی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے خصوصی ملاقات کی۔

۳۔۶ جون: جامعہ اسلامیہ تنگی چارسدہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد طاہر صاحب بمع وفد، جامعہ احیاء العلوم مردان کے مہتمم حضرت مولانا اسد اللہ صاحب، متحدہ علماء کونسل مردان کے ممبران اور چارسدہ کے علمائے کرام ومشائخ نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے مختلف اوقات میں تفصیلی ملاقاتیں کیں۔

۷جون: فیصل مسجد اسلام آباد کے خطیب حضرت مولانا قاری اخلاق مدنی صاحب نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔

۹ جون: علاقہ چھچھ کے معروف عالم دین اور کئی کتابوں کے مصنف شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف شاہ صاحب مہتمم جامعہ فیض القرآن چھچھ نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی موصوف حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے ہم سبق ہیں۔

۱۰۔۱۱ جون: جامعہ دارالعلوم کراچی میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیراہتمام اجلاس میں شرکت کے لئے حضرت مہتمم صاحب مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کراچی تشریف لے گئے۔

حضرت نائب مہتمم مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۲۷ مئی: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ و امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدنیؒ کی آواز میں مرتب شدہ صوتی تفسیر القرآن ''قلم قرآن'' کی تقریب رونمائی بمقام مسجد ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحبؒ اکوڑہ خٹک میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی، اس عظیم خدمت کے محرک اور ڈاکٹر صاحبؒ کے داماد مولانا ضیاء الرحمٰن حقانی، حضرت مولانا ڈاکٹر صاحبؒ کے صاحبزادوں مولانا امجد علی شاہ اور مولانا ارشد علی شاہ صاحبان کو مبارکباد دی، تقریب میں جامعہ حقانیہ کے شیوخ و اساتذہ سمیت دیگر نے شرکت کی۔

۳۱ مئی: پاکستان میں متعین ناورے کے سفارتخانے کے فرسٹ سیکرٹری نے اپنے دیگر سفارتکاروں ساتھیوں کے ہمراہ حضرت نائب مہتمم صاحب مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی، ملاقات میں دینی مدارس کے نظام تعلیم، نصاب، دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ سمیت دیگر ملکی و بین الاقوامی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا، بعدازاں راقم نے وفد کو دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا دورہ کرایا۔

۴ جون: میشک نوشہرہ میں حضرت والد صاحب مدظلہ نے اپنے دیرینہ ساتھی جناب محمد ظاہر صاحب کے والد مرحوم کا نماز جنازہ پڑھایا اور جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت بھی کی۔

۶۔۷ جون: اسلامی نظریاتی کونسل کے دو روزہ اجلاس میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے اور اجلاس میں شرکت کی۔

۸ جون: جمعیت علمائے اسلام کے رہنماؤں مولانا محمد اسرائیل مردان، مولانا اسماعیل بونیر، مولانا عبدالحیٔ وزیرستان ودیگر نے اکوڑہ خٹک میں حضرت نائب مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور ملکی سیاسی حالات پر تبادلہ خیال کیا۔

۱۷ جون: حضرت دادا جان مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے داماد اور رفیق جناب شفیق الدین فاروقیؒ کے

پھوپھی زاد بھائی محمد الیاس فاروقی کی وفات پر حضرت والد صاحب مدظلہ تعزیت کے لئے ان کی رہائش گاہ راولپنڈی تشریف لے گئے اور جملہ پسماندگان سے تعزیت کی اور دارالعلوم میں بھی ان کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں مہمانوں کی آمد

۳؍جون کو سابق ڈپٹی اسپیکر جناب اکرام اللہ شاہد صاحب ،مردان کے متحدہ علماء کونسل کے وفد کے ہمراہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور مولانا راشد الحق سمیع سے ان کے دفتر میں تفصیلی ملاقات کی ، ملاقات میں مولانا سید یوسف شاہ ، مولانا مفتی مختار اللہ حقانی ،مولانا اسامہ سمیع حقانی بھی مدیر ''الحق'' کے ہمراہ تھے ،ملاقات میں مختلف علمی ، فقہی و دینی موضوعات زیر بحث رہے۔ وفد میں مولانا مفتی اسد اللہ ، مہتمم احیاء العلوم مردان ، مولانا مفتی ندیم نقشبندی جنرل سیکرٹری عالمی مجلس ختم نبوت اور دیگر علما شامل تھے بعد ازاں وفد نے حضرت مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کے دفتر تشریف لے گئے اور وہاں ان سے ملاقات کی ۔اس کے علاوہ صوبہ خیبر پختونخوا کے معروف معالج جناب ڈاکٹر انتخاب عالم صاحب بھی دارالعلوم تشریف لائے اور مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات کی ۔

ادارہ امن و تعلیم فاونڈیشن کے پروگرام میں دارالعلوم کی نمائندگی

میڈیا پروفیشنلز کے لیے چار روز میڈیا کانفرنس کا اسلام آباد میں پیس اینڈ ایجوکیشن فاونڈیشن کے زیر اہتمام ۲۵۔۲۸/اپریل ۲۰۲۳ انعقاد ہوا، کراچی سے لیکر گلگت تک سوشل میڈیا ، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والے میڈیا پروفیشنلز نے اس کانفرنس میں شرکت کی ، پیس اینڈ ایجوکیشن فاونڈیشن کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے جناب بابر حنیف صاحب نے اس کانفرنس میں شرکت کی ، اس پروگرام میں معاشرے کے مختلف طبقات کی نمائندگی کی گئی جن میں دینی رسائل کے مدیران ، مدارس کے ترجمان ، دیگر مذاہب وقبائلی علاقوں سے منتخب افراد نے کی ،اس کانفرنس میں فنی مہارتوں اور بیانیہ کی تشکیل کے حوالے سے مرتب لیکچرز ، عملی پریکٹس ، بیانیہ کیسے بنایا جاتا ہے اور پھیلایا کیسے جاتا ہے ؟ کا بطور خاص ذکر کیا گیا ، اس کانفرنس میں ملک کے نامور صحافیوں سمیت سابق چیئرمین پیمرا و معروف صحافی جناب ابصار عالم ، نامور ماہر اقبالیات اسلامک یونیورسٹی کے ریکٹر پروفیسر فتح محمد ملک صاحب ، پی ٹی وی کے اینکر جناب سبوخ سید صاحب ، ایکسپریس نیوز کے اینکر

جناب رحمان صاحب کا میڈیا قوانین پر اور دیگر ماہرین کے لیکچرز بھی ہوئے ۔اس کانفرنس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ صحافت سے منسلک افراد کو معاشرتی امن کے لیے کیسے کام کیا جائے اور صحافت کو اس کے لیے کیسے استعمال کیا جائے؟ ادارہ امن وتعلیم کے ڈائریکٹر اور سوشل ڈویلپمنٹ ریسرچر جناب غلام مرتضی صاحب نے کانفرنس کے مقاصد کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ ہم اس کانفرنس کے ذریعے معاشرے میں بڑھتی انتہاپسندی کو روکنے کی کوشش کیلئے میڈیا کے افراد کی استعداد کار میں اضافہ کرنا اور میڈیا کے ذریعے امن کے پیغام کو عوام تک مزید موثر انداز میں پہنچانا چاہتے ہیں کانفرنس کے چاروں روز تربیت کاروں اور سینئر صحافیوں نے اپنے سیشنز میں الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا کی اہمیت، جرنلزم کے آداب، میڈیا قوانین ،سماجی بیانیے اور میڈیا کا کردار، فیک نیوز اور تنقیدی فکر، میڈیا اور امن و رواداری کے فروغ کیلئے میڈیا مہارتیں اور امن و رواداری کیلئے میڈیا پروجیکٹس کی تشکیل کی عملی سرگرمیاں کیں، اس طرح کے سیشنز میں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے ،یہ ایک بہترین ویل ڈیزائنڈ ورکشاپ تھی جس کے انعقاد کے لیے یقیناً منتظمین مبارکباد اور تعریف کے مستحق ہیں ،اختتامی تقریب میں ریڈیو پاکستان کے پریذیڈنٹ منظور کامران اور ڈائریکٹر غلام مرتضی صاحبان نے اظہار خیال کیا اور شرکا میں اسناد تقسیم کیں۔ ورکشاپ کے شرکا اور مہمانوں نے اپنے تاثرات ادارہ امن وتعلیم کے اس اقدام کی تعریف کرتے ہوئے امن و رواداری کے فروغ کیلئے میڈیا کے موثر استعمال کو وقت کی ضرورت قرار دیا اور اس حوالے سے اپنے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی دلائی۔

سفر حرمین شریفین

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے دارالحفظ والتجوید کے استاد حضرت مولانا قاری ذاکر اللہ صاحب نے شوال میں حرمین شریفین کے سفر اور عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی ،حضرت قاری صاحب نے مقدس مقامات میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور عالم اسلام کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا نیز جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس ،مفتی مولانا مختار اللہ حقانی ،مفتی شیر عالم حقانی صاحبان بھی حج کی ادائیگی کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے ۔

وفیات: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے درجہ رابعہ کے طالب علم مولوی زینت اللہ ناصر (لورالائی بلوچستان) اپنے دو چچازاد بھائیوں سمیت دریائے سندھ (اٹک) میں نہاتے ہوئے ڈوب کر شہید ہوگئے ،ان کے رفع درجات کے لئے جامعہ حقانیہ میں دعاؤں کا اہتمام کیا گیا ۔اللہ تعالی مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ "الحق"

تعارف وتبصرہ کتب

● الفوائد المرضیة فی احکام الاضحیة (معارف قربانی) تالیف: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی
ضخامت: ۱۶۸ صفحات ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر یوکے

انسانوں کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادات کے پھر کئی قسمیں ہیں، عبادت بدنی، عبادت مالی اور کچھ عبادات مالی اور بدنی دونوں کو شامل ہوتے ہیں، مالی عبادات میں ایک عبادت قربانی بھی ہے، قربانی وہ جانور ہے جو اللہ کی راہ میں قربان کیا جائے اور یہ ذبح کا وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، تخلیق انسانیت کے آغاز ہی سے قربانی کا جذبہ کارفرما ہے، قرآن کریم میں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کی قربانی کا واقعہ موجود ہے، اسی طرح قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم ترین سنت ہے، یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس عمل کو قیامت تک کیلئے مسلمانوں کے لئے عظیم سنت قرار دیا گیا، قرآن کریم نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے، اہل اسلام کو اس اہم عمل کی تاکید کی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر قربانی کے اہم فریضہ کو ادا کیا، قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں اس کے واضح احکام، مسائل اور تعلیمات موجود ہیں، ذخیرہ احادیث اور کتب فقہ میں کتاب الاضاحی کے نام سے ائمہ کرام نے باقاعدہ ابواب قائم کئے ہیں اور بعض اہل علم نے قربانی کے احکام، مسائل اور فضائل کے سلسلے میں مستقل کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب "معارف قربانی" بھی اسی سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے جسے معروف مبلغ، جید عالم دین اور ماہنامہ "الہلال" مانچسٹر انگلینڈ کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب نے مرتب کیا ہے، یہ مجموعہ دراصل حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب کی ذوالقعدہ کے آخری دنوں میں مانچسٹر کی مسجد "امدادیہ" میں دیئے گئے مختلف تفصیلی تقریروں اور بیانات کا خلاصہ ہے جس میں انہوں نے قربانی کی تاریخ، قربانی کی اہمیت، قربانی کی فضیلت، قربانی کے انکار کا وبال،

قربانی کے احکام ومسائل ،ذبح کون؟ قربانی کے ایام اور قربانی پر شبہات کے جوابات جیسے موضوعات کو مختصراً بیان کیا ہے، اپنے موضوع پر یہ ایک مختصر مگر جامع محققانہ وعلمی کتاب ہے۔پاکستان میں یہ کتاب ''القاسم'' اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ 03335477988 سے اور صدیقی ٹرسٹ المنظر اپارٹمنٹ ۴۸۵، گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی 03332184503 سے منگوا سکتے ہیں۔اللہ تعالی اس کاوش کو قارئین کے لئے مفید وکارآمد ثابت فرمائے (آمین)۔

- **علامات قیامت اور ان کا ظہور** مؤلف: مولانا محمد عامر ربانی

ضخامت: ۲۳۸ صفحات ناشر: معہد الشروق الاسلامی مردان 03139343555

قیامت اور آثار وعلامات قیامت کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں جس کو بعد میں اہل علم نے علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ ، علامات قریبہ اور علامات بعیدہ میں تقسیم کیا ہے، علامات قیامت کے حوالے سے ائمہ محدثین نے کتب احادیث میں ابواب بندی بھی کی ہے اور بعض اہل علم نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی مختلف زبانوں میں مختلف اسالیب کے ساتھ لکھیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

زیر نظر کتاب ''علامات قیامت اور ان کا ظہور'' بھی اس سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے جسے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار فاضل اور نوجوان محقق مولانا محمد عامر ربانی نے مرتب کی ہے، اس میں مؤلف موصوف نے نہایت احسن انداز میں علامات قیامت کو احادیث صحیحہ کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، اس کتاب میں مؤلف موصوف نے سب سے پہلے قیامت کے متعلق جملہ مباحث پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔

باب اول میں علامات صغریٰ کو بالتفصیل ذکر کیا ہے، باب دوم میں فتنوں کے ظہور کے عنوان سے فتنوں کی اقسام اور عصر میں ان فتنوں کی تطبیق پر بحث کی ہے، باب سوم میں علامات کبریٰ کے تحت آنے والی علامات پر روشنی ڈالی ہے، یہ اپنے موضوع پر ایک بہترین کاوش ہے جس سے عامۃ الناس اور خواص دونوں یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو دور آخر کے فتن اور شرور سے حفاظت فرمائے (آمین)